گہری چوٹ

افسانچوں کا مجموعہ

خالد بشیر تلگامی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

گہری چوٹ

افسانچوں کا مجموعہ

خالد بشیر تلگامی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

گہری چوٹ

افسانچوں کا مجموعہ

خالد بشیر تلگامی

جی۔این۔کے پبلی کیشنز

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

©جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ!

GAHRI CHOT

(Collection of Afsanchey)
by

KHALID BASHIR TILGAMI
Perminent Address: Tilgam, Tehsil: Pattan, Distrrict Baramulla-193108 (J&K)
Present Add. : Shah-e-Hamdan Colony, Palpora Pattan, Dist. Braramulla-193121 (J&K)
Mobile No: 9797711122. 9906515442
Email: khalid33399@gmail.com

Year of First Edition 2025
ISBN: 978-81-19991-44-0
Price ₹250

نام کتاب	:	گہری چوٹ (افسانچوں کا مجموعہ)
مصنف	:	خالد بشیر تلگامی
طبع اول	:	2025
صفحات	:	112
قیمت	:	250 /روپے
تعداد	:	500
کمپوزنگ	:	تنویر اختر رومانی، جمشید پور (7004384853)
مطبع	:	جی۔این۔کے پرنٹرس، نئی دہلی
ناشر	:	جی۔این۔کے پبلی کیشنز (نئی دہلی/جموں وکشمیر)

Published by

GNK PUBLICATIONS

Head Office : Main Road, Nowhar, Near Chaaryaar Masjid
Charari Sharief, Budgam - 191112 (J&K)
Mobile : +91-7006738304 / +91-9541123110
E-mail : gnkpublications@gmail.com
www.gnkpublications.com

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ترتیب

عنوان	مصنف	صفحہ نمبر
ا۔ خالد بشیر تلگامی: افسانچوں کی دنیا کا ایک ابھرتا نام	ڈاکٹر عظیم راہی	6
۲۔ خالد بشیر تلگامی کے افسانچوں کی موضوعاتی پیش کش	ڈاکٹر ریاض توحیدی	9
۳۔ میری بات	خالد بشیر تلگامی	11

افسانچے	صفحہ	افسانچے	صفحہ
ا۔سبب	13	۱۹۔تدارک	32
۲۔قرض	14	۲۰۔ پہلا روزہ	33
۳۔تعصب	15	۲۱۔دیش بھگت	34
۴۔ڈل جھیل	16	۲۲۔ذائقہ	35
۵۔بیٹیاں	17	۲۳۔زہر	36
۶۔تھپڑ	18	۲۴۔غریب کی آواز	37
۷۔آئی ایم بزی	19	۲۵۔چھٹی	39
۸۔اڈّہ	20	۲۶۔فطرت	41
۹۔قرضِ حسنہ	21	۲۷۔نسخہ	43
۱۰۔نیکی	22	۲۸۔کنفیوژن	44
۱۱۔داعی	23	۲۹۔حقدار	46
۱۲۔آٹوگراف	24	۳۰۔سرپرائز	47
۱۳۔شش و پنج	26	۳۱۔عکس	49
۱۴۔اللہ اکبر	27	۳۲۔منھ کالا	50
۱۵۔سوکھا پودا	28	۳۳۔سلاخیں	51
۱۶۔ماں	29	۳۴۔فصل	52
۱۷۔فاصلہ	30	۳۵۔کمیشن	54
۱۸۔لاجواب	31	۳۶۔گنجائش	55

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

افسانچے	صفحہ
۳۷۔حلال	56
۳۸۔نظر	57
۳۹۔منفی سوچ	59
۴۰۔بڑا آدمی	60
۴۱۔مادری زبان	61
۴۲۔بستہ	62
۴۳۔آئینہ	63
۴۴۔خونِ جگر	64
۴۵۔اجر	65
۴۶۔شکرگزار	66
۴۷۔بیچارہ	67
۴۸۔مشین	69
۴۹۔تضادِ فکری	71
۵۰۔ڈریم الیون	73
۵۱۔گمان	75
۵۲۔صراطِ مستقیم	76
۵۳۔تلاش	77
۵۴۔بھارت	79
۵۵۔نمائش	80
۵۶۔دیوار	81
۵۷۔پیوند	82
۵۸۔علاج	83
۵۹۔اماں....اماں	84
۶۰۔تاریخ	85
۶۱۔لفٹ	86
۶۲۔اصلی گھر	87
۶۳۔کشمکش	89
۶۴۔مجبور	91
۶۵۔پاگل	92
۶۶۔شانتا کلاوز	93
۶۷۔ممتا	94
۶۸۔درس	95
۶۹۔وائرس	96
۷۰۔چمتکار	97
۷۱۔دعائیں	98
۷۲۔نذرانہ	99
۷۳۔حدیں	100
۷۴۔نیت	101
۷۵۔دکھ درد	102
۷۶۔نفع نقصان	103
۷۷۔کرشمہ	104
۷۸۔پرہیزگار	105
۷۹۔آئینہ	106
۸۰۔صحبت	107
۸۱۔لات	108
۸۲۔بدلاؤ	109
۸۳۔گہری چوٹ	110
مختصر تعارف	111

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

انتساب

اپنے برادرِ نسبتی

غلامِ حمزہ (مرحوم)

کے نام

جس کی

بے وقت موت نے

پورے خاندان کو

اب تک

سوگوار رکھا ہے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

خالد بشیر تلگامی: افسانچوں کی دنیا کا ایک ابھرتا نام

ڈاکٹر عظیم راہی (اورنگ آباد)

خالد بشیر تلگامی ایک عرصہ سے اردو ادب کی تخلیق، ترویج و اشاعت کی سرگرمیوں میں مصروفِ عمل ہیں۔ خالد بشیر نے بہت کم عرصے میں افسانچہ کے جہان میں اپنی پہچان بنائی ہے۔ وہ پوری شدت سے افسانچہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں، جس کے نتیجے میں بہت کم وقت میں ان کے افسانچوں کا پہلا مجموعہ تیار ہو گیا اور 'دکھتی رگ' کے نام سے منظر عام پر آکر مقبول ہو چکا ہے۔ سوشل میڈیا پر ان کے افسانچوں کی دھوم رہتی ہے اور اس پلیٹ فارم پر بھی ان کی بڑی مقبولیت ہے۔ یہاں وہ کئی افسانچہ گروپ میں سرگرم عمل ہیں۔ ایک افسانچہ گروپ کے وہ ایڈمن بھی ہیں۔ خالد بشیر نے 'گلشنِ افسانچہ' کے عنوان سے افسانچوں کا ایک عالمی انتخاب افسانچہ نگاروں کے مختصر تعارف کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کیا ہے۔ اس انتخاب سے اردو افسانچہ کے حال اور مستقبل سے بھی قاری کی واقفیت ہو جاتی ہے۔ خالد کے افسانچے سوشل میڈیا کی ان سرگرمیوں کے ساتھ اخبارات ورسائل میں تواتر سے شائع ہوتے رہے ہیں اور اب اپنے افسانچوں کا دوسرا مجموعہ 'گہری چوٹ' کے نام سے شائع کر رہے ہیں، جو ان کی خوب سے خوب تر کی کوشش کا آئینہ کہا جا سکتا ہے۔ ویسے بھی نقش اول سے نقش ثانی کے بہتر ہونے کی امید کی جا سکتی ہے۔

خالد بشیر کے پہلے مجموعہ 'دکھتی رگ' میں انہوں نے سماج کے مسائل کی 'دکھتی رگ' پر ہاتھ رکھا ہے۔ اس لئے مجموعہ میں کہیں اس نام کا کوئی افسانچہ نہیں ہے اور سماج و معاشرے کے مسائل نے ان کے حساس دل پر جو ضربیں دی ہیں اور جو چوٹیں انھوں نے کھائی ہیں ان سب کا اثر ان افسانچوں میں نظر آتا ہے۔ لہٰذا قاری 'گہری چوٹ' میں ان ضربوں اور چوٹوں کو نہ صرف محسوس کر سکتے ہیں بلکہ ان کے دل کی درد بھری آواز کو بھی باآسانی سن سکتے ہیں۔ اسی حساسیت کے سبب خالد بشیر کے افسانچوں میں موضوعات کا بڑا تنوع نظر آتا ہے۔ سماج

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

اور معاشرے میں پھیلی برائیوں پر وہ کڑھتے ہیں اور اپنے افسانچوں میں ان کا برملا اظہار کرتے ہ۔ لہٰذا خود غرض، دھوکہ دہی، بے عملی، بے دینی، بدنیتی، دو رخی کے ماحول، غلط رسموں کا رواج اور قول و فعل کے تضاد پر ان کے افسانچے نذرانہ، بڑا آدمی، گنجائش، حلال، حقدار، درس، کشمکش، دیوار، نمائش، اجر قابل ذکر ہیں۔ اولاد کی غلط تربیت کا نتیجہ عکس، تاریخ، سلاخیں اور سوکھا پودا وغیرہ افسانچوں میں ملتا ہے۔ سوشل میڈیا کا غلط استعمال اور اس کے جنون میں مبتلا لوگوں پر اپنے دکھ درد کو وہ 'پاگل' اور 'آئینہ' میں بیان کرتے ہیں۔ قومی یکجہتی اور دیش بھکتی کے موضوع پر چلتی پھرتی لاشیں، آٹوگراف، سبب اور دین کی صحیح سمجھ 'ضرورت کے وقت کسی کے کام آنے کی خوبی پر 'گمان' اور 'صراط مستقیم' میں وہ اپنا یہ جذبہ پیش کرتے ہیں۔ 'نسخہ' ادبی دنیا کی بے حسی پر تو اولڈ ایج ہوم کے گمبھیر مسئلے پر 'دعائیں' بھی مؤثر افسانچے ہیں۔ ان کے اپنے علاقے کے ماحول میں 'ڈل جھیل' بھی متوجہ کرتا ہے۔ غرض خالد بشیر کے یہ افسانچے ان کے بیدار ذہن اور حساس دل کے آئینے ہیں۔ ان سے سماج کے تئیں ان کی درمندی اور تڑپ کا اندازہ ہوتا ہے جو قاری کو تاثرات کی دنیا میں گم کرنے میں ضرور کامیاب ہوں گے۔

افسانچے میں کفایت لفظی کا ہنر نہایت لازمی ہوتا ہے۔ اختصار میں اس کا حسن پوشیدہ ہوتا ہے۔ افسانچہ میں وضاحت سے بات بننے کے بجائے بگڑ جاتی ہے اور یہاں جزئیات کی بالکل گنجائش نہیں ہوتی ہے۔ افسانچہ کے آخر میں قاری کا متاثر ہونا لازمی بات ہے۔ دراصل افسانچہ جتنا چست ہوگا اتنا ہی قاری کو متوجہ کرے گا۔ افسانچہ کی چونکا دینے والی کیفیت قاری کو متاثر کرتی ہے' یعنی افسانچہ جتنا مختصر compact ہوگا اتنا ہی اس کا تاثر Impact زیادہ ہوگا۔ دراصل افسانچہ کے آخر میں قاری کا چونکنا بھی لازمی ہوتا ہے کہ قاری' تاثرات کی دنیا میں گم ہو کر یہ سوچتا رہ جائے کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ اور ایسا بھی ہوا ہے اور اختتام پر کہانی کا تانا بانی قاری کے ذہن میں بنتا چلا جائے جو تادیر قاری کے ہوش و حواس پر قائم رہے یہی افسانچہ نگاری کی کامیابی ہوتی ہے اور یہ کامیابی افسانچہ کے اختصار اور ڈرامائی کیفیت کے سبب ہی ممکن ہوتی ہے۔ لہٰذا جہاں جہاں افسانچہ نگار ان فنی ضرورت کو پورا کرنے میں کامیاب ہوتا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ہے، متاثر کرتا ہے۔ خالد بشیر کو بھی کہیں کہیں یہ کامیابی ضرور حاصل ہوئی ہے وہیں یہ مقام لائق شکر ہے کہ ان کے افسانچوں میں کہیں بھی لطیفہ پن کا گمان نہیں ہوتا ہے اور نہ محض خیالات کا پرتو نظر آتا ہے اور نہ صرف کسی قول کی ترجمانی ہوتی ہے اور نہ ہی اخبار کی کسی خبر کا اثر دکھائی دیتا ہے۔ وہ افسانچہ کی تخلیق میں ان اسقام سے بچنے کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔ ساتھ ہی وہ افسانچہ میں اس کے لازمی عنصر کہانی کی موجودگی کو برقرار رکھنے میں بھی کامیاب ہیں۔ البتہ ابھی ایک آنچ کی کسر ضرور محسوس کی جاسکتی ہے۔ تواتر کے ساتھ تخلیقی سفر جاری رکھنے سے اس کے تلافی کی امید کی جاسکتی ہے۔

آج کل اکثر افسانچہ نگاروں کے پاس افسانچہ کی طوالت زیادہ نظر آتی ہے اور اس سلسلے میں اکثر کا جواز بھی مختلف ہوتا ہے اور ابھی تک قطعی طور پر یہ طے نہیں ہوا ہے کہ افسانچہ کتنے صفحے اور کتنی سطروں میں ہونا چاہیے۔ اس کے بارے میں مختلف آرا ہیں لیکن اکثریت اس کے اختصار اور کم سے کم سطروں میں افسانچہ تخلیق کرنے کے حق میں ہے۔ افسانچہ کی طوالت ہر حال میں افسانچہ کے حسن کو متاثر کرتی ہے۔ خالد بشیر کے پاس بھی کئی افسانچے اپنی طوالت کے سبب منی کہانیاں بن گئے ہیں۔ ان میں سرپرائز آٹوگراف، نظر، اصلی گھر، لفٹ، کارثواب، تضاد فکری، مشین وغیرہ شامل ہیں۔ انھیں مزید مختصر کیا جاسکتا تھا۔ اسی طرح ایک اور اہم نکتے کی طرف بھی خالد بشیر کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اور اس اہم بات کی طرف اس سے قبل بھی، میں نے اپنے مضمون میں اشارہ کیا تھا کہ افسانچہ کا عنوان اُس کے موضوع سے ذرا مختلف ہونا چاہیے تاکہ افسانچہ کے ٹائٹل سے موضوع قاری پر کھلنا نہیں چاہیے اور تجسس قائم رہنا چاہیے۔ یہ تجسس افسانچہ کے لیے بے حد لازمی عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس بات کی طرف سینئر افسانہ وافسانچہ نگار محمد بشیر مالیرکوٹلوی نے بھی نشاندہی کی ہے۔ خالد بشیر کے پاس اس قسم کے موضوعی افسانچے ملتے ہیں جیسے سانتا کلاوز، غریب کی آواز، ممتا، درس، تعصب، منفی سوچ، وائرس وغیرہ مثالاً پیش کیے جاسکتے ہیں۔ اس طرف بھی توجہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

بہرکیف خالد بشیر مسلسل انہماک اور ریاضت سے افسانچہ کے فن پر پوری طرح قابو

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

گہری چوٹ

پالیں گے اگر وہ صحیح سمت میں پوری سنجیدگی سے اپنا تخلیقی سفر جاری رکھیں گے تو ان سے مستقبل قریب میں مزید بہتر کی توقع وابستہ کی جاسکتی ہے اور افسانچہ کی دنیا کا ابھرتا ہوا یہ نام بہت جلد اپنا مقام بھی بنالے گا۔ ان شاء اللہ!

☆☆☆

خالد بشیر تلگامی کے افسانچوں کی موضوعاتی پیش کش

ڈاکٹر ریاض توحیدی کشمیری (سری نگر)

خالد بشیر تلگامی پچھلے کئی برسوں سے افسانچے لکھ رہے ہیں۔ ان کے افسانچوں پر مشتمل پہلی کتاب ''دکھتی رگ'' 2021ء میں منظر عام پر آئی تھی اور اب ان کی دوسری کتاب ''گہری چوٹ'' پیش نظر ہے، جس میں تراسی (83) افسانچے شامل ہیں۔ سوشل میڈیا کے استعمال نے افسانچہ لکھنے اور پڑھنے کے رجحان کو عام کردیا ہے۔ اب جو لوگ مسلسل افسانچے لکھ رہے ہیں وہ بعد میں ان کو کتابی صورت میں سامنے لاتے ہیں۔ اس طرح یہ افسانچے سوشل میڈیا یا رسائل تک ہی محدود نہیں رہتے ہیں۔ پیش نظر کتاب کے کئی افسانچے بھی سوشل میڈیا اور رسائل میں شائع ہوئے ہیں اور بیشتر قارئین کے حوصلہ افزا تبصرے بھی آتے رہے ہیں جو کہ خوش آئند بات ہے۔

افسانچہ تخلیق کرنا فنی ریاضت کا کام ہے۔ اس میں موضوع کی پیش کش میں اختصار اور اسلوب میں فنی برتاؤ کی مہارت کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے، نہیں تو یہ سنی سنائی بات کا تحریری اظہار ہی ہوگا۔ خالد بشیر تلگامی کا افسانچوی مجموعہ 'گہری چوٹ' کے بیشتر افسانچے موضوعاتی پیش کش اور فنی برتاؤ کی عمدہ عکاسی کرتے ہیں۔ ان کا مطالعہ پڑھنے والے کو کسی نہ کسی صورتحال کے سماجی ونفسیاتی اور کہیں کہیں سیاسی، معاشی ومفلسی کے گہرے اثرات کی گہری چوٹ سے ضرور متاثر کرتا ہے اور ان میں اطلاعاتی اسلوب کے برعکس کہانی پن بھی نظر آتا ہے جو کہ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ایک افسانچہ کی فنی کامیابی کے لئے لازمی ہوتا ہے۔ کئی افسانچوں پر بات ہو سکتی ہے۔ جیسے افسانچہ ''ڈل جھیل''، کا موضوع اور کہانی، جو کہ کشمیر کی مشہور جھیل اور جھیل کے کنارے مچھلیوں کا شکار کرنے والے ایک اداس شخص کی کردار نگاری میں پیش ہوا ہے' کشمیر کی اداس زندگی کو عمدہ اسلوب میں افسانچے کا حصہ بنایا گیا ہے اور پنچ لائن میں کردار کے توسط سے یہاں کے دردو کرب کو تمثیلی اسلوب میں عمدگی سے ظاہر کیا گیا ہے:

''اس نے اسی سکون سے جواب دیا۔'' ذرا اس ڈل جھیل پر نگاہ ڈالیے .... باہر سے کتنا پُرسکون .... مگر اس نے اپنے اندر کتنے درد، کتنے کرب چھپا رکھے ہیں کوئی نہیں جانتا.... بس سمجھے میں بھی ڈل جھیل ہوں۔''

اس افسانچے کے عنوان ''ڈل جھیل'' اور موضوع کی پیش کش میں عمدہ معنوی ربط ہے۔ اسی طرح افسانچہ قرض، بیٹیاں، حلال، مشین، ڈریم الیون، بھارت، کشمکش وغیرہ میں بھی موضوع کو عمدہ اسلوب کے ساتھ متن میں فکشنائز کیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر کتاب کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ جو امید خالد بشیر تلگامی کے پہلے افسانچوی مجموعہ ''دھکتی رگ'' کے مطالعہ سے بندھ گئی تھی۔ اس مجموعے کے افسانچوں کو پڑھ کر اس کو تقویت مل گئی کہ وہ افسانچہ تخلیق کرنے کے ہنر کو سمجھ پائے ہیں اور اس راہ پر اچھی طرح آگے بڑھ رہے ہیں۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

میری بات

۲۰۲۱ء میرے لئے انتہائی مسرت کا سال تھا، جب میرے ۱۰۶/افسانچوں کا پہلا مجموعہ ''دکھتی رگ'' منظر عام آیا اور مقبولِ عام ہوا۔ میرے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں آیا تھا کہ یہ کتاب اپنے ملک کے ساتھ ساتھ بیرونی ممالک کے افسانچہ پسند قارئین کے مابین بھی قبولیت کا شرف حاصل کرے گی۔ یہ امر بھی میرے لئے افتخار وانبساط کا باعث ہے کہ ملک و بیرون ملک کے فاضل مبصرین نے سو سے زائد تبصرے کیے، جن کو میں مستقبل قریب میں کتابی صورت میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

''دکھتی رگ'' کی اشاعت کے بعد میرے حوصلوں کو پرواز مل گئی اور میرا ادبی سفر بلند سے بلند تر ہو گیا۔ نت نئے موضوع پر میرے رشحاتِ قلم صفحۂ قرطاس پر توسع اختیار کرنے لگے۔ سماج میں پھیلی خرابیوں، خامیوں، برائیوں، غلط کاریوں، ناروائیوں، بدعنوانیوں، مکاریوں، عیاریوں کا پردہ فاش کرنے کی کوشش کی اور ان موضوعات کو افسانچہ رنگ کرنے کی سعادت حاصل کی جس کا بین ثبوت ''گہری چوٹ'' کی شکل میں آپ کے دستِ محترم میں ہے۔ میں اپنے ادبی مشن میں کتنا کامیاب ہوں یہ تو آپ فیصلہ کریں گے۔ کیوں کہ ادب کے پارکھ تو آپ جیسے باذوق قارئین ہوتے ہیں۔ ایک بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ لوگ مجھے مشورہ دیتے تھے کہ میں افسانچہ نہ لکھوں، اس سے مجھے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ نہ شہرت، نہ مقبولیت نہ ادب میں مقام۔

مگر میں اللہ جل شانہٗ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آج اگر کوئی مجھے جانتا ہے تو ان ہی افسانچوں کی بدولت۔ ان افسانچوں نے نہ صرف مجھے ایک پہچان دی بلکہ کثیر تعداد میں ایسے دوست واحباب بھی دیے، جن کی انسیت ومحبت میرے اپنے بھائی بہنوں پر غالب ہے۔

اللہ کا ایک اور احسان ہے کہ اب ملک وبیرون ملک کے ادبی رسائل میں میرے افسانچے اہتمام کے ساتھ چھپ رہے ہیں۔ یقیناً یہ تواتر کے ساتھ میری محنت اور میرے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

اساتذہ کی رہنمائی کا ثمرہ ہے۔ میں نے خود کو کبھی مکمل نہیں سمجھا بلکہ میرے دل میں ہمیشہ یہ تڑپ رہتی ہے کہ افسانچوں کے وسیلے سے جو بھی اچھی، مفید اور کار آمد بات بتائے، میں اس پر عمل پیرا رہوں۔

میں نے افسانچے کی ترویج وترقی کے لئے 'گلشنِ افسانچہ' نامی ایک وہاٹس ایپ گروپ کی تشکیل کی ہے جس میں ملک کے کئی نامور قلمکار شامل ہیں۔ یہاں افسانچوں پر تبصرے کیے جاتے ہیں، جائزے لیے جاتے ہیں، جن سے افسانچے کے فن اور اس کی باریکیوں کو سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ میری زندگی کا ایک خواب ہے کہ افسانچے کو وہ حق مل جائے جس کا یہ مستحق ہے۔ اس کے لئے میری یہ چھوٹی سی کوشش بار آور ہو جائے، یہی اللہ رب العزت سے دعا ہے۔ آپ سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ میرے ساتھ ایک جٹ ہو کر میرے خواب کی مثبت تعبیر کے لئے معاون بنیں۔

میں اپنے ان احباب کا شکر گزار ہوں جو میرے افسانچوں کو نہ صرف پسند فرماتے ہیں بلکہ اس مجموعے کو جلد از جلد منظر عام پر لانے کا اصرار بھی کرتے رہے۔

میں ڈاکٹر عظیم راہی صاحب کا بے حد ممنوں ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کا پیش لفظ تحریر فرما کر اس کی وقعت میں اضافہ فرمایا۔ ڈاکٹر ریاض توحیدی کشمیری صاحب کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت دے کر میرے افسانچوں پر ایک مضمون قلمبند کیا۔ محترم رؤف قیاسی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کا خوبصورت سرورق بنایا۔ سب سے زیادہ استاذِ محترم تنویر اختر رومانی کا شکر گزار ہوں جنہوں نے نہ صرف اس مجموعے کی کمپوزنگ کی بلکہ افسانچے لکھنے میں رہنمائی کے ساتھ ساتھ ہمیشہ میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ دعا ہے کہ اللہ ان کی مدتِ حیات طویل کرے! ساتھ ہی ڈاکٹر طیب خرادی صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کتاب کی پروف ریڈنگ کر کے غلطیوں کی نشاندہی فرمائی۔

ملتمس ہوں کہ آپ ان افسانچوں کو پڑھ کر اپنی گراں قدر آرا سے ضرور نوازیں۔

خالد بشیر تلگامی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

سبب

عامر اور دلیپ روم میٹ تھے۔ وہ دونوں دلّی میں ایم سی اے کر رہے تھے۔ دونوں بہت سیکولر مزاج کے تھے۔ اسی لئے مذہبی اختلاف ہونے کے باوجود بڑے اطمینان سے رہ رہے تھے۔

چھٹی کے دن عامر شہر کی سیر کر کے دوپہر میں آیا تو دیکھا کہ دلیپ بستر پر ٹانگیں پسارے لیٹا ہوا ہے۔ وہ ہمیشہ اسی طرح آرام کرتا ہے۔

عامر نے اسے اس طرح لیٹا دیکھ کر پوچھا۔ ’’دلیپ!.... مجھے معلوم ہے کہ تم بڑے دھارمک قسم کے آدمی ہو.....لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ تم ہمیشہ پورب کی طرف پاؤں کر کے کیوں سوتے ہو جب کہ ادھر دیوار ہے....آدمی عام طور پر دیوار کی طرف سر رکھ کر سوتا ہے۔‘‘

’’بھائی عامر!...وہ اس لئے کہ اس رخ پر تمہاری سب سے بڑی عبادت گاہ ہے، جسے تم قبلہ کہتے ہو۔‘‘

عامر حیرت سے دلیپ کا منہ تکتا رہ گیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

قرض

والد صاحب کی طبیعت اچانک بگڑ گئی۔ وہ فوراً اپنی کار میں انہیں لے کر اسپتال کی طرف روانہ ہو گیا۔ مگر وائے ری قسمت! راستے میں کار خراب ہو گئی۔ اب کیا کیا جائے؟ ایک بڑا سوالیہ نشان اس کا دماغ خراب کرنے لگا۔ اسپتال ابھی ایک کلومیٹر دور تھا اور کوئی سواری نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے تھوڑی دیر تک بونٹ اٹھا کر خرابی کو سمجھنے کی کوشش کی لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔

آخر کار اس نے کہا۔ ’’ابو! اب کوئی چارہ نہیں ہے.... چلئے میں آپ کو اپنے کاندھوں پر لے کر چلتا ہوں۔‘‘

والد صاحب نے کراہتے ہوئے کہا۔ ’’ارے نہیں شکیب!... ابھی اسپتال بہت دور ہے.... اتنی دور تک مجھے لاد کر لے جانا بہت مشکل ہوگا.... پھر راستے میں لوگ کیا کہیں گے۔‘‘

شکیب نے عاجزی سے کہا۔ ’’ابو، راستے میں لوگ کچھ بھی کہیں، کہنے دیجئے .... میں آپ کے احسانات کا قرض تو نہیں اتار سکتا.... ہاں، بچپن میں میرے لئے آپ گھوڑا بن جاتے تھے..... آج میں آپ کے لئے بن جاتا ہوں۔‘‘

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

تعصب

''ممّا! آج مجھے اس بات پر بہت خوشی ہوئی کہ آج میرے دوست نے میرے ٹفن سے کھانا کھایا۔'' سات سالہ مہیش نے اپنا ہوم ورک کرتے ہوئے کہا۔

''کون سا دوست بیٹا؟''

''وہی ممّی جو ہر سال اسکول میں فرسٹ آتا ہے۔''

''اچھا!... یہ تو بہت اچھی بات ہے بیٹا.... ایسے ہی لڑکوں سے دوستی کرنا چاہئے... اچھے دوستوں کی صحبت بھی اچھی ہوتی ہے.... کیا نام ہے اس دوست کا۔''

''ممّا.... اس کا بڑا عجیب سا نام ہے.... کیا نام ہے.... عدنان.... ہاں عدنان!''

نام سنتے ہی مہیش کی ماں نے بیٹے کے ٹفن کو کچن سے باہر نکال کر واش روم میں رکھ دیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ڈل جھیل

برسوں بعد آج میں ڈل جھیل کے کنارے آ بیٹھا۔ مجھے بچپن کے وہ دن یاد آ گئے جب میں پاپا کے ساتھ یہاں آتا تھا۔

میں پاپا سے پوچھتا تھا۔ ''کیا یہ جنت کی نہر ہے؟''

اس معصوم سوال پر وہ کہتے تھے۔ ''ہاں، یہ جھیل خدا نے جنت سے بھیجی ہے۔''

بہت دیر تک میں ماضی کی کتاب کی اوراق گردانی کرتا رہا۔ اچانک میری نظر ایک شخص پر پڑی، جو مجھ سے تھوڑی دور، مچھلیوں کے شکار کے لیے جھیل کے کنارے خاموش بیٹھا تھا۔

میں کچھ سوچ کر اس کے پاس پہنچا اور تھوڑی دیر تک اسے دیکھتا رہا پھر پوچھ بیٹھا۔ ''بھائی صاحب!.... بہت دیر سے دیکھ رہا ہوں کہ آپ بڑے سکون کے ساتھ مچھلیاں پکڑنے میں لگے ہوئے ہیں... آپ کے وجود میں کوئی ہلچل نہیں، کوئی بے چینی نہیں، کوئی ولولہ نہیں.... بس خاموش بیٹھے ہیں، جبکہ دوسرے...''

میری بات مکمل ہونے سے قبل ہی وہ بول پڑا۔ ''صاحب، آپ کو سکون باہر سے دِکھ رہا ہے.... میرے اندر کیا ہو رہا ہے یہ میں ہی جانتا ہوں۔''

''میں سمجھا نہیں؟'' میرے سوال میں بے چینی تھی۔

اس نے اسی سکون سے جواب دیا۔ ''ذرا اس ڈل جھیل پر نگاہ ڈالیے.... باہر سے کتنا پرسکون لگ رہا ہے، مگر اس نے اپنے اندر کتنے درد، کتنے کرب چھپا رکھے ہیں کوئی نہیں جانتا.... بس سمجھیے میں بھی ڈل جھیل ہوں۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

بیٹیاں

ہلکی برف باری نے زمین پر جیسے سفید چادر بچھادی تھی۔

ماں اٹھی اور اپنی دونوں چھوٹی بیٹیوں کو دیکھنے کے لئے گھر سے باہر آئی، جو گھر کے سامنے برف پر طرح طرح کی شبیہ بنا رہی تھیں۔

ماں کے ابھرے ہوئے پیٹ کو دیکھ کر ایک نے کہا۔ ''ہم برف پر اپنی بہن بنائیں گے۔''

''نہیں نہیں!'' دوسری بولی۔ ''بھائی بنائیں گے، ہمارے پاس بھائی نہیں ہے۔''

برف سے بہن اور بھائی بنانے پر دونوں بحث کرنے لگیں۔

''کس بات پر دونوں جھگڑ رہی ہو؟''

''مجھے برف سے بھائی بنانا ہے اور یہ بہن بنانے کو کہہ رہی ہے۔''

ماں نے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ''بہن ہی بنالو۔''

''لیکن بہن ہی کیوں ماں؟''

ماں نے دلسوزی سے کہا۔ '' کیونکہ یہاں بیٹوں کی عمر برف کی طرح کم ہوتی ہے۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

تھپڑ

روزانہ کی طرح آج بھی صبح سویرے میں اپنے دونوں بچوں کو اسکول چھوڑنے جا رہا تھا۔ راستے میں ایک جگہ بجلی کا ننگا تار گرا ہوا تھا، جسے ایک شخص سوکھی لکڑی کی مدد سے اسے کنارے لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر میں نے جلدی سے اپنے بچوں کو لے کر اس جگہ سے تھوڑا دور ہو گیا کہ کہیں تار کی زد میں نہ آجائیں۔ پھر میں نے اس شخص سے پوچھا۔ ''بھائی، یہ تار کیسے گر گیا؟''

اس شخص نے جواب میں کہا۔ ''ارے سردیوں میں لوگ گھروں میں روم ہیٹر، گیزر اور نہ جانے کیا کیا استعمال کرتے ہیں، جس کی وجہ یہ تار بار بار گر جاتا ہے.... ابھی کچھ دن پہلے ہی اس کو ٹھیک کروایا تھا۔''

''کس سے ٹھیک کروایا تھا؟'' میں نے حیرانی سے پوچھا۔

''ارے بھائی، بجلی ڈیپارٹمنٹ والوں سے۔''

''پھر آپ کون ہیں جو اس تار کو....''

میرے اس سوال پر اس نے سیدھے کھڑے ہو کر پہلے تو مجھے گھور کر دیکھا پھر گویا ہوا۔ ''تعجب ہے کہ آپ مجھے نہیں جانتے.... ویسے آپ ہی کیا یہاں سب کا وہی حال ہے.... کوئی کسی کو نہیں جانتا.... میں یہاں سے گزر رہا تھا تو دیکھا کہ تار گرا ہوا ہے .... پتا نہیں بجلی ڈیپارٹمنٹ والے کب آئیں.... اس درمیان خدانہ خواستہ اس راستے سے گزرتا ہوا میرے محلے کا کوئی بچہ اس کی زد میں نہ آجائے اس لئے میں نے اسے کنارے پر رکھ دیا۔''

اس کے جواب سے مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے اس نے مجھے ایک تھپڑ رسید کر دیا ہو۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

آئی ایم بزی

وہ اسٹیج پر اصلاح معاشرہ موضوع پر، سامنے میدان میں بیٹھے عوام الناس کو خطاب فرمارہے تھے۔ بڑی زوردار تقریر ہورہی تھی۔

دورانِ خطاب اچانک موبائل فون کی گھنٹی۔ چند ثانیے کے لئے خطاب روک کر فون پر نظر ڈالی۔ انجان نمبر تھا، اس لئے کال کو کاٹ دیا اور خطاب جاری رکھا۔ ابھی دو چار جملے ہی بولے تھے کہ پھر کال آیا۔ اس بار بھی وہی نمبر تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس نمبر پر میسج کیا: آئی ایم بزی ان اے کانفرنس۔ پلیز ٹکسٹ می۔

اور خطاب کا سلسلہ جاری رکھا۔ تھوڑی دیر بعد موبائل فون پر میسج کا ٹیون بجا۔ لیکن اس بار انہوں نے اس پر توجہ نہیں دی۔

خطاب کے بعد کرسی پر بیٹھ کر انہوں نے فون پر آئے میسج کو دیکھا۔ لکھا تھا:

بڑے افسوس کے ساتھ کھنا پڑرھا ھے که آپ کے والد طویل بیماری کے بعد آج دن کے دس بجے انتقال فرماگئے۔ آخری وقت تك وہ آپ کو یاد کرتے رھے۔

آخری رسوم کے لیے نعش لے جا سکتے ھیں۔

خیر اندیش

مینیجر اولڈایج ھوم

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

اڈّہ

عرفہ کا دن تھا۔ بازار میں کافی بھیڑ تھی۔ لوگ بڑے جوش و خروش سے شاپنگ کر رہے تھے۔ بھیڑ میں اچانک ایک ضعیف شخص سے ایک جوان آدمی ٹکرا گیا۔

''ارے! اندھے ہو کیا.... کتنی مہنگی چیزیں تم نے میری گرادیں۔''

''معاف کیجئے محترم، جلد بازی میں آپ سے ٹکر ہوگئی۔'' اس شخص نے معذرت کی۔

ضعیف شخص نے پوچھا۔'' یہ اتفاق سے ہوا یا تم نے جان بوجھ کر میرا نقصان کیا ہے؟''

''محترم، بھلا میں آپ کا کیوں نقصان کروں گا.... آپ سے میری کیا دشمنی ہے؟''

''تو پھر کس بات کی جلدی تھی؟.... کسی کا کچھ چُرا کر تو نہیں بھاگ رہے ہو؟''

''ایسی بات نہیں ہے محترم.... دراصل بازار شیطان کا اڈّہ ہوتا ہے.... اس لئے میں جلد سے جلد شیطانی اڈّے سے نکل جانا چاہتا ہوں۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

قرض حسنہ

وہ عید سے چار دن قبل اپنے بڑے بھائی سے ملنے اس کے گھر گیا۔ بھائی تو موجود نہیں تھا، بھابی سے ملاقات ہوگئی۔ ادھر ادھر کی گفتگو کے درمیان بھابی نے پوچھ لیا۔

''کیا عید کی تیاریاں پوری ہوگئیں؟''

اس نے جواب دیا۔ ''جی بھابی!.... الحمدللہ!.... بچوں اور بیگم کے لئے بہت کچھ لا دیا ہے... کسی طرح کی کمی نہیں کی ہے.... اور آپ لوگوں کی؟''

بھابی اس سوال کا جواب دیے بغیر '' کچن میں دال چڑھی ہے، ابھی آتی ہوں'' کہہ کر چلی گئیں۔ پاس کھڑی اس کی آٹھ سالہ بھتیجی نے کہا۔ ''بابا کے پاس پیسے ہی نہیں ہے تو عید کہاں؟''

بھتیجی کے یہ الفاظ اس کے کان میں پگھلے ہوئے سیسے کی مانند اتر گئے۔

''کوئی بات نہیں بیٹا.... عید یہاں بھی ہوگی ان شاءاللہ!''

دو تین منٹ میں بھابی واپس آگئیں۔ آتے ہی پوچھا۔ ''ہاں تو بشیر، بھیا سے کچھ کام تھا کیا؟'' وہ اس کے سوال کو ٹال گئیں۔

''کام تو نہیں تھا بھابی.... چند مہینے پہلے میں نے بھیا سے دس ہزار روپئے قرض لیے تھے، وہ لوٹانے آیا ہوں۔'' یہ کہہ کر بشیر نے نوٹوں کی ایک گڈی بھابی کے حوالے کردی۔

بھابی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ لیکن بشیر کو محسوس ہوا کہ اس کے ایک چھوٹے سے جھوٹ نے اسے جس مسرت سے ہمکنار کیا ہے وہ بڑی سے بڑی حق بیانی پر نہیں ملتی۔ ☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

نیکی

''بھائی جان! کیا میں آپ کے موبائل سے ایک کال کر سکتی ہوں....میرے موبائل کی بیٹری ڈاؤن ہو گئی ہے۔''

''معاف کیجئے....میں کسی انجان کو اپنا فون نہیں دے سکتا۔''

''بھائی، انسانیت کے ناطے....مجھے اپنی بہن سے کچھ دواؤں کے نام پوچھنے ہیں ....پلیز بھائی صاحب....بڑی مہربانی ہوگی۔'' اس نے بیچارگی سے التجا کی

اس شخص کی التجا پر اس نے موبائل فون پیش کر دیا۔فون کر کے اس شخص نے فون واپس کرتے ہوئے مسکرا کر شکریہ ادا کیا۔

اس مدد پر موبائل فون والے کو یک گونہ قلبی سکون کا احساس ہوا کہ آج اس نے ایک نیک کام کیا ہے۔

لیکن دوسری صبح اپنے گھر پر پولس کی ریڈ پر اس کے حواس گم ہو گئے۔

پولس افسر نے کاغذ پر لکھے ایک فون نمبر کو دکھاتے ہوئے،اس سے سخت لہجے میں پوچھا۔''کیا یہ تمہارا ہی نمبر ہے؟''

''جی یہ تو میرا ہی نمبر ہے....لیکن کیا بات سر؟''

''تمہارے اس فون نمبر سے کمشنر کو جان سے مارنے کی دھمکی دی گئی ہے...اس لئے تمہیں گرفتار کیا جاتا ہے۔''

اس نے دل ہی دل میں سوچا، یہی ہے نیکی کر دریا میں ڈال!

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

داعی

آج بھی ماسٹر فخر الدین دیر سے گھر پہنچے تو بیوی غصے سے آگ بگولہ ہوگئی۔

''آپ ہر روز دیر سے گھر آتے ہیں۔ محلے کا وہ نور اللہ بھی تو اسی سرکاری اسکول کا ٹیچر ہے جہاں آپ ہیں.... وہ کیسے ڈیوٹی سے جلد گھر آ جاتا ہے اور اپنی دکان سنبھالتا ہے.... اس نے کتنی ترقی کر لی ہے.... اچھا خاصا دولت مند ہو گیا ہے۔''

''بیگم!... غلط راستے سے دولت اکٹھی کرنے سے آدمی دولت مند ضرور ہو جاتا ہے لیکن اسے ترقی نہیں کہتے.... تمہیں معلوم ہے لوگ اسے اچھی نظر سے نہیں دیکھتے.... کیونکہ سب جانتے ہیں کہ وہ اپنی ڈیوٹی ایمانداری سے نہیں نبھاتا... اور ایک تمہارا شوہر ہے، اس کے پاس دولت نہیں ہے تو کیا ہوا، عزت ہے، احترام ہے، اپنی ڈیوٹی ایمان داری سے نبھاتا ہے... میں ایک ٹیچر ہی نہیں.... مسلمان ہوں تو ایک داعی بھی ہوں.... اور کوشش کرتا ہوں تمام مسلمان داعی بن جائیں تبھی ہمارے معاشرے کا بھلا ہوگا... میں نور اللہ کی طرح حرام کمائی نہیں کروں گا... اور نہ اپنے بچوں کو اس راہ پر ڈالوں گا۔''

لیکن بیوی کو فخر الدین کی یہ داعیانہ گفتگو پسند نہیں آئی۔ وہ تنک کر بولی۔ ''ہاں، ہاں.... وہ اپنے بچوں کو ڈاکٹر، انجینیر بنائے اور آپ داعی اور مبلّغ بنائیے.... کون پوچھتا ہے دین کی تبلیغ کرنے والوں کو....''

ان کی نوک جھونک سن کر ان کا دس سالہ بیٹا بول اٹھا۔ ''امّی، آپ بھول رہی ہیں... ڈاکٹر انجینیر کو دنیا والے پوچھتے ہیں.... لیکن داعی کو اس دنیا کو بنانے والا پوچھتا ہے.... میں بھی ابّو کی طرح بنوں گا تاکہ مجھے میرا اللہ پوچھے۔''

بیٹے کی بات سن کر فخر الدین کا سر فخر سے اونچا ہو گیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

آٹوگراف

مئی کا مہینہ تھا۔ گرمی اپنے شباب پر تھی۔ لیکن اپنے پسندیدہ اسٹار کو دیکھنے کا جذبہ گرمی کی شدت پر حاوی تھا۔ بالی وڈ کے ایک فلم اسٹار کی شہر میں آمد تھی۔ اخبارات اور نیوز چینلوں میں اس کے آنے کا خوب چرچا تھا۔ لہٰذا نہرو اسٹیڈیم میں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔ میں بھی جیب میں آٹوگراف بک لیے وہاں فلم اسٹار کی آمد کا منتظر تھا۔ مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ زائد ہو گیا تھا لیکن اسٹار کی آمد نہیں ہوئی تھی۔

پیاس کے مارے میرے حلق میں کانٹے پڑ گئے تھے۔ پانی کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹک رہا تھا۔ لیکن پانی کہیں دستیاب نہیں تھا۔ میدان کے آس پاس تحفظ کے نقطۂ نظر سے شہری انتظامیہ نے کوئی دکان لگنے ہی نہیں دی تھی۔ اور اسٹیڈیم کے اندر کھانے پینے کا کوئی سامان لے جانے کی اجازت نہیں تھی۔

جب پیاس کی شدت میں مزید اضافہ ہوا تھا تو میں اسٹیڈیم سے باہر نکلا۔ باہر نکلتے ہیں میری نگاہ ایک فوجی پر پڑی جو اپنی بوتل کا پانی پی رہا تھا۔ یہ دیکھ کر میں اس کے پاس پہنچا اور غور سے اسے دیکھنے لگا۔ اس سے پہلے کہ میں پانی طلب کرتا، اس نے خود ہی پوچھ لیا۔ ''کیا پانی چاہیے؟''

مجھے اس کے سوال پر خوشی سے زیادہ حیرت ہوئی۔ میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ فوجی نے بوتل میری طرف بڑھا دی۔ میں نے شکریے کا ساتھ قبول کیا۔ سیراب ہو کر بوتل اسے لوٹا دی۔ ایک بار پھر شکریہ ادا کرتے ہوئے میں نے پوچھا۔ ''آپ یہاں؟''

''جی، .... آج یہاں کچھ فوجیوں کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

چونکہ فلم اسٹار کی آمد کا کچھ پتا نہیں چل رہا تھا اس لیے وقت گزارنے کے لیے میں فوجی سے بات کرنے لگا۔ ''آپ کہاں سے ہیں؟''

''جی، رانچی جھارکھنڈ سے۔''

''گھر جاتے ہیں؟.... میرا مطلب ہے کب کب جاتے ہیں؟''

''سال میں ایک بار چھٹی ملتی ہے۔''

''بچے؟''

''ہاں، تین بیٹیاں ہیں۔''

''ان کی یاد تو آتی ہوگی۔''

''کیوں نہیں، بہت یاد آتی ہے.... لیکن دیش اور دیش واسیوں کی رکچھا کرنا میرا پہلا فرض ہے۔''

یہ سن کر میری رگوں میں دیش بھکتی کا خون دوڑنے لگا۔ فلم اسٹار گیا بھاڑ میں، میں نے سوچا اور جیب سے اپنی ڈائری نکال کر اس کے روبرو کرتے ہوئے کہا۔ ''فرینڈ!.... آٹوگراف پلیز!''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

شش و پنج

''مکان تو تم نے بہت عالی شان بنوایا ہے۔ انٹیریر پر بھی تم نے کافی پیسے خرچ کیے ہیں، گھر کی آرائش مجھے بہت پسند آئی... مبارک ہو یہ نیا مکان تمہیں آفاق!''

اس کے دوست نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات کا اظہار کیا۔

اپنے نئے مکان کی تعریف سن کر اس نے اپنے دوست ریاض کا شکریہ ادا کیا۔

''اب آگے کیا پلان ہے؟'' ریاض نے سوال کیا۔

''اب صرف اپنی شادی کا پلان ہے تاکہ بوڑھی امّی کا بوجھ کچھ ہلکا ہو۔''

''خیال تو بڑا نیک ہے، لیکن یہ خیال پہلے کیوں نہیں آیا... اتنی دیر کیوں کی؟''

''اب کیا بتاؤں یار! مکان جب پرانا تھا تب لڑکیاں رشتہ کرنے میں شش و پنج میں رہتی تھیں، لیکن اب نئے مکان کے فیوض و برکات سے لڑکیوں کی اتنی لائن لگی ہوئی ہے کہ میں شش و پنج میں ہوں۔'' کہتے کہتے آفاق ہنس پڑا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

اللہ اکبر

میں صوفے پر بیٹھا، سامنے دیوار پر لگے بڑے سے اسکرین والے ٹی وی پر خبریں دیکھ رہا تھا۔ اسکرین پر اس وقت خبروں کے ساتھ اُس لڑکی کا ویڈیو چل رہا تھا، جس نے حجاب پہنے، بڑی بہادری سے غنڈوں کے سامنے ہاتھ بلند کر کے اللہ کا نام بلند کر رہی تھی۔

میری بغل میں بیٹھی میری پانچ سالہ بیٹی زافیہ بھی غور سے اس ویڈیو کو دیکھ رہی تھی۔

جب اسکرین پر اس بہادر لڑکی نے ہوا میں ہاتھ بلند کیا تو اسے دیکھ کر میری بیٹی نے بھی اسی طرح ہوا میں ہاتھ لہرایا۔

میں نے چونک کر بیٹی کی طرف دیکھا۔ اس نے بھی میری طرف خاص نظروں سے دیکھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ''کیوں؟....تم بھی اسی کی طرح بہادر بنو گی؟''

اس نے فوراً اپنی مٹھی ہوا میں لہرا کر کہا۔ ''اللہ اکبر!''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

سوکھا پودا

مکان کے صحن میں رکھے گملوں میں صاحبِ خانہ پانی ڈال رہے تھے۔ دس سالہ بیٹا غور سے باپ کا عمل دیکھ رہا تھا۔ اچانک وہ اپنے والد سے سوال کر بیٹھا۔

''پاپا! آپ ان پودوں میں روزانہ پانی کیوں ڈالتے ہیں؟''

باپ نے جواب دیا۔ ''بیٹا، اگر ان کو پانی نہ دیا جائے تو یہ سوکھ جائیں گے۔''

باب کا جواب سن کر بیٹے نے کہا۔ ''پاپا، کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہماری بستی میں ایک بہت ہی غریب آدمی رہتا ہے... اس کے بیٹے کا جسم سوکھ کر صرف ہڈیاں رہ گئی ہیں.... کیا اس کو روزانہ پانی دینے سے وہ ٹھیک ہو جائے گا؟''

''بیٹا، اس کو پانی ہی نہیں کھانے کی بھی ضرورت ہے۔''

''تو اسے آپ کھانا پانی کب دیں گے؟''

''کیا مطلب؟'' باپ کی آنکھوں میں بیٹے کے اس معصوم سوال پر استعجاب تھا۔

''مطلب یہ ہے پاپا... آپ اپنے پودوں کی خبر گیری کرتے ہیں تا کہ وہ ہرے بھرے رہیں.... غریبوں کے ان سوکھے پودوں کی خبر گیری کون کرے گا؟''

''افوہ!'' باپ نے پانی پٹانے والا کین نیچے رکھ دیا اور بیٹے کو سینے سے لگا کر اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ ''میں سمجھ گیا، تم کیا کہنا چاہتے ہو... واقعی ہم اپنے فرض سے غافل ہیں۔'' پھر جیب سے پانچ سو کے چار نوٹ نکال کر بیٹے کو دیتے ہوئے، مسکرا کر کہا۔ ''لو، جاؤ اس سوکھے پودے کو تم ہی پانی دو۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ماں

برفباری زوروں پر اور سردی شباب پر تھی جس کے سبب لوگ اپنے گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے تھے۔

میں بھی اپنے اہل عیال کے ساتھ آتش دان والے کمرے میں کمبل اوڑھے گرما گرم حلوے کا لطف اٹھا رہا تھا۔

اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ اس غیر متوقع دستک سے میں گھبرا اٹھا۔ طرح طرح کے شکوک وشبہات سر اٹھانے لگے۔ کوئی ناخوشگوار معاملہ نہ ہو جائے۔ لیکن دروازہ تو کھولنا ہی تھا۔

اور دروازہ کھولا تو سینے سے سکون واطمینان کی ایک لمبی سانس نکلی۔ لیکن دروازے پر کھڑی عورت کی حالت اور حلیے کو دیکھ کر دل بے چین ہو گیا۔ اس بے پناہ سردی میں وہ معمولی کپڑوں میں تھی، جس کے سبب کانپ رہی تھی۔

میں نے نرم لہجے میں پوچھا۔ ''کون ہیں آپ؟.... اور اس شدید سردی میں یہاں کیوں آئی ہیں؟''

''صاب، تھوڑا کھانا چاہئے۔'' اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

اس کے اس بے کسی کے انداز نے مجھے اندر تک جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ میں نے جلدی سے کہا۔ ''اری بہن، ہاتھ نہیں جوڑتے.... اس موسم میں آپ کو گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہئے تھا.... دیکھتی نہیں، ساری دنیا گھروں میں بند ہے....''

''آپ کی بات درست ہے صاب.... لیکن پیٹ کی آگ نہ موسم دیکھتی ہے نہ مجبوری.... میں تو بھوکی سو جاؤں گی لیکن میں اپنے دو بچوں کو کیسے بھوکا سلا دوں؟''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

فاصلہ

خلیج میں رہنے والے اپنے جگری دوست سے احتشام موبائل فون پر گفتگو کر رہا تھا۔اچانک وہ موبائل فون کو والہانہ انداز میں چومنے لگا۔دوسری طرف جگری دوست کو جب گفتگو کی بجائے چومنے کی مخصوص آواز آنے لگی تو اس نے حیرت سے پوچھا۔

''ابے یہ کیا کر رہا ہے؟ کس کو چوم رہا ہے؟''

احتشام نے جواب دیا۔''اپنے اسی فون کو۔''

''کیوں؟'' جگری دوست کی آواز میں اب بھی حیرت تھی۔

''ارے یار! سینکڑوں ہزاروں میل دور رہنے والے تمہارے جیسے میرے دوست احباب، رشتے دار، عزیز و قریب اسی کی بدولت کتنے قریب ہو جاتے ہیں۔''

''واقعی میرے دوست!.... لیکن یہ ہمارے دلوں کے فاصلے کو ختم نہیں کر پاتا۔اے کاش!.....''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

لاجواب

سنہا جی کچھ ضروری خریداری کی غرض سے، اپنے سات سالہ بیٹے کے ساتھ مسلم بازار آئے تھے۔ جب خریداری ہوگئی تو لوٹتے وقت بیٹے نے کہا۔ ''پاپا، بھوک لگی ہے، کسی ہوٹل میں کچھ کھلا دیجئے۔''

''نہیں بیٹا! اس بازار میں سبھی مسلم بھائیوں کی دکانیں ہیں اور وہ سب روزے سے ہیں.....رمضان کے مہینے میں مسلمانوں کے سبھی ہوٹل بند رہتے ہیں....ہمیں اس مہینے کا احترام کرتے ہوئے بازار میں کچھ کھانا پینا نہیں چاہئے....چلو گھر چل کر کھالینا۔''

بیٹا خاموش ہوگیا۔

دونوں تھوڑی دیر آگے بڑھے ہوں گے کہ بیٹے نے سوال کیا۔ ''پاپا! وہ مسلم ہوٹل کیوں کھلا ہے؟''

''کون سا ہوٹل؟''

''وہ دائیں طرف دیکھئے، جس کے دروازے پر پردہ لٹک رہا ہے....اور اندر شاید کچھ لوگ کھا پی بھی رہے ہیں۔''

سنہا جی لاجواب ہوجانے والی کیفیت میں بولے۔ ''بیٹا! اس کا صحیح جواب نہ تو ہوٹل والے کے پاس ہے اور نہ ہی روزہ نہ رکھنے والے ان مسلمانوں کے پاس!''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

تدارک

''یار نوید! جس رفتار سے سائنس اور ٹکنالوجی ترقی کر رہی ہے، بیس سال بعد تو ہم نے بہت زیادہ ترقی کر لی ہوگی؟''

''بہت زیادہ شفیق!.... گمان سے بھی زیادہ!... ابھی تو چند کام مشینوں سے ہو رہے ہیں.... بیس سال بعد تو شاید ہمارے سارے کام مشینیں ہی کریں گی۔''

''ہاں، یہ تو ہے.... لیکن کچھ ایسی بات بتاؤ جو انسانوں کو سوچنے پر مجبور کر دے۔'' شفیق نے کہا۔

نوید بولا۔''میرا خیال ہے اس زمانے میں کئی جان لیوا وائرس ہوں گے انسانوں کو چند گھنٹوں میں ہلاک کر دیں گے۔''

''ان وائرس کا کوئی علاج ہوگا؟''شفیق نے فکرمندی سے پوچھا۔

''ہوگا... ضرور ہوگا... ہر انسان کے سینے پر ایک ایسا چپ (Chip) لگایا جائے گا جو پورے جسم کو ہر وقت اسکین کرتا رہے گا۔ جب بھی کسی انسان پر کوئی وائرس حملہ آور ہوگا، چپ فوراً آگاہ کر دے گا اور انسان اس کا فوری تدارک کر لے گا۔''نوید نے بتایا۔

''اوفوہ!.... کاش! یہ چپ ابھی ہوتا تو میرے پاپا شاید بچ جاتے۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

پہلا روزہ

افطار میں ابھی آدھا گھنٹہ باقی تھا۔

ضمیر صاحب افطار کے انتظامات میں مصروف تھے اور دس سالہ گڈو اپنے پاپا کے موبائل فون پر۔ دراصل اس دن گڈو کا پہلا روزہ تھا۔ وہ اپنے دوستوں کو فون پر یاد دلا رہا تھا کہ اسے افطار میں آنا ہے۔

اچانک وہ چیخ پڑا۔ ''پاپا!.... فیس بک پر یہ ویڈیو دیکھئے تو.....''

ضمیر صاحب نے بیٹے کی تسلی کے لئے ویڈیو دیکھا۔ ''ہاں.... کسی افطار پارٹی کا ویڈیو ہے... جیسے تمہارے یہاں افطار پارٹی ہے.... اس میں کیا خاص بات ہے؟''

''پاپا!.... یہ میرے کلاس فیلوز بیر کی افطار پارٹی ہے.... آج اس کا بھی پہلا روزہ ہے.... دیکھئے کتنی شاندار پارٹی لگ رہی ہے.... چودہ پندرہ آئیٹم سے کم نہ ہوں گے.... اور ایک ہماری پارٹی ہے....'' گڈو کی آواز میں اداسی تھی۔

''بیٹے، روزے کا اجر ڈھیر سارے پکوان سے نہیں ملتا... قرآن بتاتا ہے کہ روزے کا مقصد تقویٰ ہے.... تمہارے دوست کی پارٹی میں تقویٰ نہیں نمائش نظر آرہی ہے.... تم کیا چاہتے ہو نمائش یا تقویٰ؟''

''ساری پاپا!... میں ایک غلط ویڈیو سے متاثر ہو کر روزے کا مقصد بھول گیا تھا۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

دیش بھکت

ٹیچر نے دیش بھکتی کا سبق پڑھانے کے بعد اس کے متعلق، بچوں سے کچھ سوال پوچھے۔

بچوں کے مختلف جواب سن کر وہ بہت خوش ہوئے۔ پھر انہوں نے بچوں سے ان کے مستقبل کے بارے میں پوچھنا شروع کیا۔

"گرمیت بیٹا، یہ بتاؤ..... تم بڑے ہو کر کیا بننا چاہتے ہو؟"

"سر، میں ڈاکٹر بننا چاہتا ہوں۔"

"گڈ!..... منوج تم بتاؤ!"

"سر، میرے پاپا مجھے انجینیر بنانا چاہتے ہیں۔"

"بہت اچھا..... کیا کوئی ایسا نہیں جو دیش بھکت بننا چاہے؟" استاذ نے سوال کیا۔" عادل بیٹے!..... تمہارے باپ دادا نے تو اپنی جان کی قربانی دے کر اپنے دیش بھکت ہونے کا ثبوت دیا تھا..... تم بھی فوج میں جاؤ گے؟"

"نہیں سر!" عادل نے منہ بنا کر کہا۔" دیش بھکت بن کے کیا ہوگا..... اتنی قربانیاں دے کر بھی لوگ ہمیں دیش دروہی سمجھتے ہیں۔"

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ذائقہ

میں اپنی ایک غرض لے کر ایم ایل اے صاحب سے ملنے گیا تھا۔ اتفاق کی بات کہ جب میں پہنچا تو کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔ صاحب ابھی ڈائننگ ہال میں نہیں آئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ صاحب کے ڈائننگ ٹیبل پر بیسیوں قسم کے ڈش ہیں۔ اتنے سارے پکوان دیکھ کر مجھے بہت حیرت ہوئی۔

صاحب کا ملازم پانی کا جگ ٹیبل پر رکھنے آیا تو میں نے پوچھا۔ ''بھائی، اتنے پکوان کون کھائے گا؟.... صاحب تو یہاں اکیلے رہتے ہیں۔''

ملازم کہنے لگا۔ ''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں.... دراصل الیکشن جیتنے کے بعد صاحب کے کھانے کا مینو بدل گیا ہے۔''

''میں سمجھا نہیں!''

''ارے بھائی، سیدھی سی بات ہے.... صاحب کے الیکشن جیتنے سے پہلے ٹیبل پر دو تین ڈش لگایا کرتا تھا.... اور اب بیس پچیس لگاتا ہوں کیوں کہ صاحب کے منہ کا ذائقہ بدل گیا ہے۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

زہر

ناگ کو پریشان آتا دیکھ کر ناگن نے حیرت سے پوچھا۔ ''کیا بات ہے؟.....آج کوئی ڈسنے کو نہیں ملا کیا؟''

''وہ بات نہیں ہے....ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو ایک کمینے کو ڈس کر آ رہا ہوں....وہ کمینہ اپنی جوان نوکرانی کے ساتھ بیڈروم میں زبردستی....میں نے جاتے ہی اسے ڈس لیا۔''

''تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے....ڈسنا تو تمہارا کام ہی ہے؟''

''پریشانی یہ ہے کہ اس پر میرے زہر کا کچھ اثر نہیں ہوا....اور اس کمینے نے لڑکی کی آبرو تار تار کر ہی دی.....وہ غریب لڑکی روتی بلکتی رہی۔''

''کیا وہ کسی منتری....ایم پی.... یا ایم ایل اے کا بیٹا تھا؟''

''عالی شان مکان دیکھ کر تو ایسا ہی لگ رہا تھا۔''

''آئندہ سے منتری ونتری کے بیٹوں کو ڈسنے کی غلطی مت کرنا ورنہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔''

''کیا بات کرتی ہو؟''

''ٹھیک کہہ رہی ہوں....اس طرح کے لوگوں میں ایسا زہر بھرا ہوتا ہے جو ہمارے زہر سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

غریب کی آواز

میں خریداری کی غرض سے بازار کی طرف گامزن تھا تو دیکھا کہ ایک جگہ سڑک کے کنارے لوگوں کا جم غفیر تھا۔ اس بھیڑ میں ایک آدمی دوسرے آدمی کو پیٹ رہا تھا اور گندی گندی گالیوں سے بھی نواز رہا تھا۔

مار کھانے والا ایک آٹو رکشا ڈرائیور تھا اور پٹائی کرنے والا ایک امیر کبیر شخص۔ آٹو رکشا والا گڑگڑا کر بار بار معافی مانگ رہا تھا۔ لیکن امیر شخص پر اس کے گڑگڑانے کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ تو اتنے غصے میں تھا کہ مار پیٹ اور گالی گلوج سے جی نہیں بھرا تو آٹو رکشہ کو بھی کافی نقصان پہنچا دیا۔

دراصل اس امیر کبیر شخص کی ٹاٹا سفاری سے آٹو رکشہ کی ٹکر ہو گئی تھی جس کا خمیازہ اس ڈرائیور کو بھگتنا پڑ رہا تھا۔

امیر شخص کا جب جی بھر گیا تو اس نے ''سالے، آئندہ گاڑی دیکھ کر چلایا کرنا'' کہا اور اپنی قیمتی گاڑی پر بیٹھ کر چلا گیا۔

غریب ڈرائیور دکھ اور مایوسی سے اپنی آٹو رکشہ کو دیکھے جا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کا جھرنا بھی جاری تھا۔

''کیا ہوا تھا بھائی؟'' بھیڑ سے ایک شخص نے ہمدردی سے پوچھا۔

ڈرائیور روتے ہوئے بولا۔ ''کیا بتاؤں صاحب؟.... اسی حرامی کی غلطی سے ٹکر ہوئی تھی لیکن بڑا آدمی تھا نا اس لئے سارا الزام مجھ پر دھر دیا....''

''اب رونے سے کیا فائدہ... ہم لوگ تو یہ جان کر خاموش تھے کہ تمہاری غلطی ہے ...جب تمہاری غلطی نہیں تھی تو تم نے بھی کیوں نہیں ہاتھ اٹھایا اس کمینے پر۔'' ایک

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

دوسرے شخص نے ذرا غصے کا اظہار کیا۔

ڈرائیور نے درد بھری آواز میں بولا۔ ''صاحب! آپ تو جانتے ہی ہیں کہ غریب انسان ہاتھ تو دور آواز تک نہیں اٹھا سکتا۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

چھٹی

سائنس کے ٹیچر دسویں کلاس میں پڑھا رہے تھے۔

اچانک ماریہ کھڑی ہوئی اور کہا۔ ''سر! میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے.....پلیز مجھے چھٹی دیجئے۔''

مگر ٹیچر نے کوئی دھیان نہیں دیا۔ ماریہ نے دوبارہ کھڑی ہو کر ٹیچر کو اشاروں میں اپنی پریشانی بتانے کی کوشش کی لیکن ٹیچر نے اس کی بات پر سنجیدگی سے غور کرنے کی بجائے ڈانٹ کر چپ کرا دیا۔

جب بات قابو سے باہر ہو گئی تو ماریہ رونے لگی۔ اس کا رونا ٹیچر کو ناگوار گزرا۔ انہوں نے پہلے تو حیرت سے اس کی طرف دیکھا پھر یہ اس کا ناٹک سمجھ کر چھڑی اٹھائی ہی تھی کہ پرنسپل صاحب یکدم سے کلاس میں داخل ہوئے۔

ٹیچر نے گھبرا کر چھڑی کا ہاتھ نیچے جھکا لیا۔

پرنسپل صاحب نے خشمگیں نگاہوں سے ٹیچر کو گھورا اور ماریہ سے کہا۔ ''بیٹے ماریہ! .....تم گھر جاؤ.....تمہیں ایک ہفتے کی چھٹی دیتا ہوں۔''

''مگر سر!'' ٹیچر نے کچھ کہنا چاہا لیکن پرنسپل صاحب نے جھڑک دیا۔ ''چپ رہیئے.....اور آیئے میرے آفس میں۔''

پرنسپل صاحب کے پیچھے پیچھے ہی ٹیچر ان کے آفس میں داخل ہوئے۔

پرنسپل صاحب اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہی کہنا شروع کیا۔ ''افسوس! آپ کسی لڑکی کے باپ بھی ہو.....کسی ماں کے بیٹے بھی.....کسی عورت کے شوہر بھی.....سب سے بڑھ کر آپ استاد ہیں.....آپ کو اپنے اسٹوڈنٹس کی نفسیات، ان کی ضرورت اور مزاج کا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

دھیان رہنا چاہئے.....ماریہ کی حالت دیکھ کر آپ کو کچھ اندازہ نہیں ہوا کہ وہ کس قسم کی پریشانی میں مبتلا ہے؟.....جبکہ میں سی سی ٹی وی کیمرے میں دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ کیا معاملہ ہے۔''

ٹیچر اپنی غلطی پر نادم خاموشی سے پرنسپل صاحب کی جھڑکی سنتے رہے۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

فطرت

دونوں دکاندار اپنی پریشانی کا اظہار کر رہے تھے۔

''مسلمانوں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ اس بار پرانے کپڑوں میں ہی عید منالیں گے مگر ہماری دکانوں سے کپڑے نہیں خریدیں گے۔''

''ہاں یار، اگر مسلم بھائیوں نے ہمارا بائیکاٹ کردیا تو ہم تو کہیں کے نہیں رہیں گے.... ہمارے نوے فیصد خریدار تو مسلمان ہی ہیں.... آخر انہوں نے ایسا فیصلہ کیوں کیا؟.... ہم نے تو کبھی ان کو غیر نہیں سمجھا.... سالہا سال سے وہ ہم سے ہی خرید رہے ہیں۔''

''تمہاری بات صحیح ہے.... لیکن اس دیش میں اب بہت سے شرپسند پیدا ہوگئے ہیں جو مسلمانوں کو غیر سمجھنے لگے ہیں.... ابھی چند دنوں پہلے ہی کچھ فرقہ پرست تنظیموں نے اعلان کیا ہے کہ ہندو میلے میں کوئی مسلم اپنی دکان نہیں لگا سکتا.... یہ سب اسی کا رد عمل ہے۔''

''یہ تو بہت غلط اعلان کیا گیا ہے.... اب دکانوں کے سامان بھی ہندو مسلمان ہوگئے.... ہم ہزاروں برس سے ایک دوسرے کے دکھ درد میں کام آرہے ہیں.... لیکن گھبراؤ مت ایسا کچھ نہیں ہوگا.... وہ اب بھی ہماری دکانوں سے ہی کپڑے خریدیں گے۔''

''اچھا!... تم اتنے وشواس سے کیسے کہہ رہے ہو؟''

''ابھی تو پہلا ہی روزہ ہے..... ہفتہ دس دن بیتنے دو، پھر دیکھنا۔''

لیکن پانچ ہی دن بعد اس نے دوسرے دکاندار کو فون کیا۔ ''کیوں، کیسا مارکیٹ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

جا رہا ہے؟''

''ہاں یار، تم نے ٹھیک ہی کہا تھا.... یہاں تو ان سے فرصت ہی نہیں مل رہی ہے...آخر تمہیں کیسے پتا تھا کہ وہ ہمارا بائیکاٹ نہیں کریں گے؟''

اِس نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ ''کیونکہ میں جانتا ہوں مسلمانوں کی یادداشت بہت کمزور ہوتی ہے۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

نسخہ

ایک طویل مدت سے، ادب کے میدان میں اپنی پہچان بنانے کی تمنا رکھنے والے قلمکار نے مایوسی کے عالم میں ایک کہنہ مشق ادیب کے سامنے اپنا دکھڑا بیان کیا۔

''محترم، کئی سال سے میں ادب کی خدمت کر رہا ہوں، مگر اب بھی گمنامی میں ہوں....کوئی مجرب نسخہ بتایئے جس کے استعمال سے میری شہرت ونا موری کی تمنا پوری ہو جائے۔''

کہنہ مشق ادیب نے جواب دیا۔''بہت آسان نسخہ ہے....بس یہ سمجھو ہرّ ے لگے نہ پھٹکری رنگ آئے چوکھا.....اگر ادب کی خدمت نہیں، بلکہ ادب کی دنیا میں نام کمانا چاہتے ہو اپنے ضمیر کو بیچ دو۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

کنفیوژن

ماہِ محرم کے ابتدائی ایام تھے۔

ایک امریکن جو انڈیا سیر کرنے آیا تھا، پالم ایرپورٹ، ممبئی پر اتر کر ایک کیب بک کیا اور اپنے مطلوبہ ہوٹل کی طرف چل پڑا۔

اچانک اس نے راستے میں ایک لمبا جلوس دیکھا جس میں بہت سے لوگ کانٹے دار زنجیروں سے اپنی پیٹھ زخمی کر رہے تھے۔ وہ کیب رکوا کر حیرت سے جلوس کو دیکھنے لگا۔ پھر ڈرائیور سے انگریزی میں دریافت کیا۔ ''ہیلو!.... یہ کون لوگ ہیں اور خود کو اتنا زخمی کیوں کر رہے ہیں؟''

ڈرائیور نے ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں بتایا۔ ''سر! یہ لوگ مسلمان ہیں.... ہر سال محرم کے مہینے میں مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ حضرت علی کے بڑے بیٹے حضرت حسن کی شہادت کی یاد میں ماتم مناتے ہیں۔''

''اوہ.... وہیری سیڈ.... چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی.... میں نے کہیں پڑھا تھا کہ اسلام میں تین دنوں سے زیادہ کسی کا غم منانا جائز نہیں.... اور وہ کون لوگ ہیں جو ان کا تماشا دیکھ رہے ہیں؟''

''سر!.... وہ بھی مسلمان ہیں۔''

''اوہ...Very Strange؟'' کہہ کر خاموش ہو گیا اور حیرت سے ماتم کرنے والوں کو دیکھتا رہا۔

ڈرائیور نے پوچھا۔ ''کیا سوچنے لگے سر؟''

''کچھ نہیں.... I am so confused.... میرا خیال ہے تم بھی مسلم ہو... کیا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

تم بتا سکتے ہو کہ اتنی مدت کے بعد بھی یہ لوگ کیوں ماتم منا رہے ہیں؟''
ڈرائیور نے جواب دیا۔''سر، میں بھی آپ ہی طرح کنفیوژڈ ہوں۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

حقدار

امام صاحب جمعہ کے خطاب میں زکوٰۃ کے مسائل بیان فرمارہے تھے۔ تبھی ایک امیر شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا۔ ''امام صاحب! کیا ہم اپنی زکوٰۃ کسی مفلس کو موبائل کے ذریعہ ٹرانسفر کر سکتے ہیں تا کہ کسی اور کو پتا نہ چل سکے۔''

''ہاں، اس زمانے میں یہ طریقہ اپنایا جا سکتا ہے....اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی ہے کہ اگر زکوٰۃ ایک ہاتھ سے دی جائے تو دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو۔''

پچھلی صف میں بیٹھا، امام صاحب کا ایک مفلس و نادار پڑوسی بڑی اداس صورت بنائے یہ تفصیل سن رہا تھا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

سرپرائز

بیٹے کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے انہوں نے لندن بھیجا تھا۔ چار سال بعد ماں باپ نے بیٹے کی شادی کے لئے ایک نیک سیرت، خوبصورت لڑکی دیکھی۔ لڑکی کے گھر والوں نے بھی اس رشتے کو منظور کرلیا۔ شادی کے بارے میں بیٹے کو نہیں بتایا گیا کیونکہ پاپا ممی اسے سرپرائز دینا چاہتے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد انہوں نے بیٹے کو گھر واپس بلایا۔ بیٹا گھر پہنچا تو اس کے ساتھ اس کا ایک دوست بھی تھا۔ اگلے دن گھر والوں نے اس پرمسرت موقع پر جشن منانے کے لئے ایک تقریب رکھی۔ لڑکی والوں کو بھی مدعو کیا گیا۔

تقریب کی تیاریاں شروع ہونے لگی تو بیٹے نے ماں سے پوچھا۔ ''ممّا، یہ پارٹی کس خوشی میں آپ لوگوں نے رکھی ہے؟''

''بیٹا، یہ ایک سرپرائز ہے.... اس لئے کل پارٹی ہی میں بتایا جائے گا۔'' ماں کی آنکھوں میں خوشی کی لہر جھلک رہی تھی۔

''ٹھیک ہے ممّا!'' بیٹے نے کہا۔ ''پتا ہے میں بھی آپ لوگوں کو ایک زبردست سرپرائز دینے والا ہوں۔''

''کیسا سرپرائز؟'' ماں نے حیرت سے پوچھا۔

''ممّا، اگر آج بتادوں گا تو مزہ نہیں آئے گا.... اس لئے میں بھی کل پارٹی ہی میں بتاؤں گا۔''

دوسرے دن شام کو جب پارٹی شروع ہوئی تو بیٹا مائیک ہاتھ میں لے کر مہمانوں سے مخاطب ہوا۔ ''اٹینشن پلیز!.... لیڈیز اینڈ جنٹل مین!.... آج میری زندگی کا سب

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

سے حسین دن ہے اور اس خوشی کے موقع پر میں آپ سبھی کو ایک سرپرائز دینا چاہتا ہوں۔"

یہ سن کر سبھی مہمان اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"آپ کو میں اس شخصیت سے ملانے جا رہا ہوں جس کے ساتھ میں اپنی ساری زندگی گزارنا چاہتا ہوں.... کچھ مہینے پہلے میری اس سے شادی بھی ہو چکی ہے.... یہ آپ سب کے لئے سرپرائز ہے خاص کر ممی پاپا کے لئے....."

شادی کی بات سن کر سبھی مہمان آپس میں حیرت اور نفرت سے سرگوشیاں کرنے لگے۔ کیونکہ اس نے سب کے سامنے اپنے لندن والے ساتھی کو گلے لگا کر چوم لیا تھا۔

اس کے ماں باپ کو تو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ بھری محفل میں برہنہ ہو گئے ہوں۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

عکس

ایک دکان کے پاس، اپنے دوست کے آٹھ سالہ بیٹے کے ہاتھ میں سگریٹ کا پیکٹ دیکھ کر مجھے بہت حیرت ہوئی۔

میں نے اس کے قریب جا کر پوچھا۔ ''تم سگریٹ پینے لگے ہو؟''

اس نے مجھے اچانک دیکھ کر پہلے تو سلام کیا پھر میرے سوال کا جواب دیا۔

''نہیں انکل.... یہ تو پاپا نے مجھ سے منگوائی ہے۔''

مجھے کافی اطمینان محسوس ہوا۔

لیکن دو مہینے کے بعد، اسی دکان کے پاس ایک بار پھر میری نظر اس پر پڑی۔ اور اس بار جلتی ہوئی سگریٹ اس کے ہاتھ میں تھی۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

منھ کالا

ضمیر صاحب کمرے میں بیٹھے، دیوار میں آویزاں بڑے اسکرین والے ٹی وی پر کوئی خاص سیریل دیکھ رہے تھے۔

دس سالہ بیٹی کمرے میں داخل ہوئی تو باپ نے پوچھا۔ ''بیٹا! ہوم ورک کرلیا؟''

''جی پاپا... بس مکمل کر کے ہی آ رہی ہوں۔'' بیٹی نے جواب دیا۔

''ویری گڈ.... پھر تم بھی بیٹھ جاؤ.... دلچسپ سیریل ہے۔''

دونوں اطمینان سے ڈرامہ دیکھتے رہے۔

اچانک بیٹی کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے منہ پر کسی نے کالک پوت دی ہو۔ باپ بیٹی دونوں ایک دوسرے سے نظریں چرانے لگے کیوں کہ اسکرین پر ایسا منظر ہی آ گیا تھا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

سلاخیں

امجد ایک ذہین طالب علم تھا۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے اس کے والد نے اسے شہر بھیج دیا تھا۔ اس سلسلے میں انہوں نے کافی سرمایہ خرچ کیا تھا۔ والد کا خواب پورا کرنے کے وہ دن رات محنت کرنے لگا۔ وہ جب بھی کلاس میں جاتا تو خاموشی سے پڑھائی میں دھیان لگاتا۔ اس کا لگن اور اس کی شرافت دیکھ کر اساتذہ بھی اس سے پیار کرنے لگے۔

امجد کالج کے لڑکوں کے کسی تفریحی پروگرام، ان کے ذریعہ کئے گئے ہنگاموں، کالج کے شور شرابوں یا اسٹوڈنٹس یونین کی سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیتا تھا۔ یہاں تک کہ کسی کے ساتھ دوستی بھی نہیں رکھی تھی۔ بس وہ تھا اور کتابیں تھیں۔

اس کے اس رویّے پر ایک اردو علم طبیعات کے استاذ نے پوچھ لیا۔ ''امجد! تم اور لڑکوں سے اتنا کٹے کٹے کیوں رہتے ہو؟''

''سر! پاپا نے مجھ سے کہا تھا کہ دوسرے اسٹیٹ میں زیادہ مت بولنا، کسی کو دوست مت بنانا.... کہیں ان کا خواب ادھورا نہ رہ جائے۔''

''ایسا کیوں کہا تھا تمہارے پاپا نے؟''

''کیونکہ سر، اس سے پہلے میرا بڑا بھائی بھی پڑھائی کرنے ایک شہر گیا تھا.... دوستوں کو پرکھ نہیں پایا.... ان کی صحبت میں وہ ایسا بگڑا کہ سلاخوں کے پیچھے چلا گیا۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

فصل

اچانک موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ کمال صاحب نے کار کو سڑک کے کنارے روک کر کال ریسیو کیا۔ تھوری دیر محوِ گفتگو رہے۔ پھر گاڑی اسٹارٹ کرنا ہی چاہا کہ کھڑکی کے پاس تیرہ چودہ برس کا ایک خستہ حال لڑکا، ہاتھ پھیلائے کہہ رہا تھا۔

''ساب، کھانے کے لیے کچھ پیسے دے دو۔''

''کھانے کے لیے ابھی کچھ پیسے دے دوں گا.... تمھاری بھوک مٹ جائے گی... اس کے بعد پھر بھیک ہی مانگو گے.... ہے نا؟''

''تو ساب کیا کرے گا.... کرایے کے ٹھیلے پر کیلا بیچتا تھا.... لیکن اب ٹھیلے کا مالک کسی مسلمان کو ٹھیلا نہیں دے گا.... بہت منایا لیکن نہیں مانا.... کچھ دن ادھر ادھر سے کام چلایا.... اب بھیک مانگنے کے سوا....''

''اچھا!.... یہ تو اچھی خبر سنائی تم نے کہ محنت کر کے پیسے کماتے تھے....'' کمال صاحب نے پرس سے پانچ پانچ سو کے چار نوٹ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ 'جاؤ، آڑھت سے کیلا خرید کر کہیں بھی سڑک کے کنارے بیٹھ جاؤ.... کچھ دن ٹھہرو، ٹھیلے کا بھی انتظام کر دوں گا۔''

نوٹ لے کر لڑکے نے سلام کے لیے ہاتھ ماتھے پر لگایا۔ اس کے چہرے سے بے پناہ خوشی پھوٹی پڑ رہی تھی۔

تین دن بعد ایک بار پھر جب کمال صاحب اسی راستے سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ وہ لڑکا سڑک کے کنارے کیلے بیچ رہا ہے۔ کار اس کی ''دکان'' کے سامنے روکی۔ لڑکے نے انہیں پہچان کر جلدی سے ایک گچھا کیلا لے کر آیا۔ ''ساب، آپ کا احسان

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ہم نہیں بھولے گا.... اس کو لیتے جاؤ.... آپ کا بچہ لوگ کا واسطے۔"

انہوں نے کیلا لے کر بغل کی سیٹ پر رکھ دیا اور ایک لفافہ اس کی طرف بڑھایا۔

"اس سے تم اپنا ایک ٹھیلا بنوالینا.... کرایے پر لینے کی اب ضرورت نہیں ہے۔"

لڑکا اسی وقت لفافہ کھول کر روپئے گننے لگا۔ اچانک وہ خوشی سے چیخ پڑا۔ "دس ہزار.... ساب آپ پھرستا ہے کیا.... ساب آپ اپنا ہاتھ باہر لاؤ، ہم اس کو چومے گا۔"

"ارے نہیں بیٹے.... اسے جیب میں رکھ لو.... اور ہاں، یہ لو کیلے کے دام!"

اتنا کہہ کر انہوں نے سو روپئے کا نوٹ اس کی جیب میں ٹھونس دیا کیوں کہ وہ کیلے کی قیمت لینے سے انکار کر رہا تھا۔

آج کمال صاحب کے چہرے پر وہ خوشی تھی جو کسی کسان کو اپنی لہلہاتی فصل دیکھ کر ہوتی ہے۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

کمیشن

وہ کنٹریکٹر تھا۔ سڑکوں سے لے کر نالیوں تک کو بنانے کے سارے کنٹریکٹ اسی کے ملتے تھے۔

لیکن آج عوام الناس نے اس کے خلاف اعلیٰ افسر کے سامنے اس کی شکایت کی۔ ''سر! اس نے ہمارے محلے میں ایک ڈرین بنائی تھی۔ اس ڈرین کو بنے صرف دو مہینے ہوئے.... ہمارے محلے میں ڈرین کے پھٹنے سے چاروں طرف بدبو پھیلی ہوئی ہے۔ آخر وہ بیس لاکھ روپے کس پر لگائے تھے۔''

اگلے دن افسر نے کنٹریکٹر کو اپنے پاس بلا کر ڈانٹتے ہوئے کہا۔ ''آپ کو شرم نہیں آتی.... ڈرین کو بنانے کے بیس لاکھ لیے تھے.... پھر اتنی جلدی کیسے وہ ٹوٹ گئی؟''

''لیکن سر!.... مجھے تو صرف چھ لاکھ ہی ملے تھے۔''

''کیا بکتے ہو؟'' افسر غصے سے لال ہو گیا۔ لیکن جب کنٹریکٹر نے حقیقت بیان کی تو خاموش رہنے میں ہی عافیت سمجھی۔

''سر، میں سچ کہہ رہا ہوں.... آپ کو شاید معلوم نہیں.... نیچے سے اوپر تک کنٹریکٹ لینے کے لیے ستّر پرسنٹ کمیشن دینا پڑتا ہے۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

گنجائش

نئے مکان میں گھر کے سبھی افراد سارے سامان کو مناسب جگہ پر رکھنے میں مشغول تھے۔ سامان کے رکھنے میں تزئین وتسکین بھی پیش نظر تھی۔ جب سارے سامان رکھے جاچکے تو باپ نے اپنے ہاتھ میں قرآن لیے سب سے پوچھا۔ ''اسے کہاں رکھا جائے؟''

کچھ دیر تک تو سبھی کے لبوں پر خاموشی رہی پھر انگریزی میڈیم سے تعلیم یافتہ بیٹے نے جواب دیا۔ ''ڈیڈ!.... گھر میں تو کوئی مناسب جگہ نظر نہیں آرہی ہے.... یہ تو اللہ کی کتاب ہے.... اسے اللہ ہی کے گھر میں رکھ آئیں.... وہاں تو بہت گنجائش ہوگی۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

حلال

شاپنگ مال میں ایک جوڑا اشیائے خوردنی لینے آیا تھا۔

بیوی نے ایک مہر بند ڈبّے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ ''یہ تو شاید پیکڈ چکن ہے.... دو ڈبّے لے لیتی ہوں.... ٹیسٹ کیا جائے کیسا ہوتا ہے؟''

''نہیں نہیں.... پتا نہیں حلال ہے یا....'' شوہر نے منع کر دیا۔

''ارے کیوں نہیں....ان ڈبوں پر تو بولڈ لیٹرس میں حلال پرنٹ ہے!''

شوہر نے سمجھایا۔ ''وہ تو ٹھیک ہے....لیکن اسے لینے میں میرا دل نہیں گوارہ نہیں کرتا.... تمہیں معلوم نہیں، یوٹیوب پر حلال کے نام پر دھوکا دینے والا ویڈیو وائرل ہوا ہے...اس سے بہتر تو یہ ہے کہ ہم اپنے محلے کے قصاب سے لے لیں..وہاں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔''

''مجھے آپ کی اس دلیل پر حیرت ہے۔'' بیوی بولی۔

''کیوں؟ کس لئے؟''

''آپ کے آفس سے اکثر اس طرح کے جو فری گفٹس ملتے ہیں، انہیں تو آپ بخوشی قبول کر لیتے ہیں، ان پر تو آپ نے کبھی شک نہیں کیا کہ وہ حلال کے پیسے کے ہیں یا......''

مزید کچھ کہے بغیر، شوہر نے پیکڈ چکن کے دو ڈبّے لے لیے۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

نظر

بارہ سالہ نادیہ اسکول سے آتے ہی اسکول بیگ کو اپنی جگہ پر رکھا اور کچن میں مصروف ماں سے جا کر لپٹ گئی۔ اس کا پورا جسم تھر تھرا رہا تھا۔

''ارے کیا ہوا بیٹا؟.....اتنا کانپ کیوں رہی ہو؟.....بخار تو نہیں چڑھ گیا۔'' ماں نے نادیہ کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے محبت سے پوچھا۔

''نہیں امّی.....وہ.....وہ.....'' اس کی آواز میں لرزش تھی۔ لرزیدہ آواز میں ہی وہ بولی۔ ''امّی!.....محلے میں آگے ایک گھر کے پاس پولیس کی گاڑی آئی ہوئی ہے.....بہت بھیڑ لگی ہوئی.....ایسا لگ رہا ہے پورا محلّہ وہاں جمع ہو گیا ہے...امّی، مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔''

''کیوں؟.....کس لئے آئی ہے پولیس؟''

''وہاں بھیڑ میں کچھ لوگوں کی باتوں سے معلوم ہوا کہ پرسوں ہمارے محلے سے جو لڑکی اغوا ہوئی تھی نا.....اس کی لاش لے کر پولیس آئی ہوئی ہے.....امّی اس کو کسی ظالم نے مار کر ایک گڈھے میں پھینک دیا تھا اور امّی.....اس کے ساتھ.....امّی، اب تو مجھے اسکول آتے جاتے بہت ڈر محسوس ہو رہا ہے.....''

''ڈرتے نہیں بیٹی.....تم تو بہادر لڑکی ہو.....اگر کبھی ایسا موقع آجائے تو اپنا دفاع ہمت اور بہادری سے کرنا.....جو لوگ غنڈوں اور جرائم پیشہ سے ڈرتے ہیں انہیں ہی وہ شکار بناتے ہیں۔''

''اور معلوم ہے امّی..... پولیس اس لڑکی کے دو قاتلوں کو بھی پکڑ لیا ہے۔''

''دیکھا!.....دو دنوں کے اندر ہی پولیس نے قاتل کا پتا لگا لیا.....میں نے تم سے کہا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

تھانا کہ پولیس کی نظر بہت تیز ہوتی ہے....''

ماں کی اس بات پر نادیہ ان کے سینے سے الگ ہوگئی اور ان کی بات کے جواب میں اس نے جو سوال کیا وہ ماں کے دل میں نشتر کی مانند چبھ گیا۔

''آپ ہمیشہ پولیس کی تعریف کرتی ہیں.... پولیس کی نظر اتنی ہی تیز ہوتی ہے تو وہ جرائم کا پتا پہلے کیوں نہیں لگا پاتی؟''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

منفی سوچ

آج جمشید جب اسکول کی چھٹی کے بعد گھر پہنچا تو بہت ہی اداس تھا۔ باپ نے جب اداسی کا سبب پوچھا تو کہنے لگا۔ ''پاپا.... پلیز نرگس باجی کا بھی داخلہ میرے اسکول میں کرادیجئے۔ مجھے سارے لڑکے اسکول کی گاڑی میں ستاتے ہیں.... اور....''

''نہیں بیٹا ایسا نہیں ہوسکتا۔ وہ سرکاری اسکول میں ہی ٹھیک ہے۔ آپ کا اسکول ہمارے شہر کا سب سے مہنگا اور ماڈرن طرز کا ہے۔ میں اور زیادہ اخراجات برداشت نہیں کرسکتا۔''

''مگر پاپا، نرگس باجی تو آپ ہی کی بیٹی ہیں.... جس طرح آپ میرا خرچ برداشت کررہے ہیں، باجی کے لیے نہیں کرسکتے.... وہ ہمارے اسکول میں تعلیم حاصل کرنے سے ضرور ڈاکٹر یا کوئی بڑا افسر بن سکتی ہے۔''

پاپا نے کہا۔ ''اب تمہیں کیسے سمجھاؤں ... کتنی ہی تعلیم دلا دوں.... بیٹی آخر پرائی ہوتی ہے۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

بڑا آدمی

میں شام کے وقت بازار سے خریداری کر کے لوٹ رہا تھا۔ بازار کے باہر ایک بھکاری وہیل چیئر پر بیٹھا، کٹورے میں رکھے سکّوں کو بجا بجا کر اللہ کے نام کی دہائی دے رہا تھا۔ اس کے دونوں پیر نہیں تھے۔ اس کی قابلِ رحم حالت دیکھ کر میں نے اپنے خون پسینے کی کمائی میں سے بیس روپئے کا نوٹ اس کے کٹورے میں ڈال دیا۔

اس واقعے کے تین دنوں کے بعد، میں ڈاکٹر کے مشورے پر اپنی اہلیہ کو، اپنے شہر سے تقریباً سو میل دور ایک بڑے شہر کے ایک اسپتال میں دکھانے گیا۔ اسپتال سے واپسی پر ہم دونوں سڑک کے کنارے کھڑے کسی سواری کے منتظر تھے کہ ایک ٹاٹا سفاری کار ہمارے سامنے آ کر رکی۔

''کہاں جانا ہے میڈم؟'' کار والے نے کاروباری انداز میں میری اہلیہ سے پوچھا۔

اس سے پہلے کہ میری اہلیہ کوئی جواب دیتی، کار والے سے میری آنکھیں چار ہو گئیں اور اس نے بغیر کچھ کہے کار کا ایکسلیٹر دبا دیا اور پل بھر میں نظروں سے غائب ہو گیا۔

کار والے کے رویّے پر اہلیہ مجھ پر برس پڑی۔ اتنے بڑے آدمی نے ہم پر ترس کھا کر گاڑی روکی تھی، مگر نہ جانے کیوں تمہاری یہ بھکاریوں جیسی شکل دیکھ کر بھاگ گیا۔

اب میں اسے کیا بتاتا کہ وہ بڑا آدمی نہیں، وہی بھکاری تھا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

مادری زبان

میری لاڈلی بیٹی زرنین اسکول سے لوٹی تو سیدھے میرے پاس آئی اور فخریہ انداز میں بولی۔ ''پاپا! میں کل اپنے اسکول میں اپنی مادری زبان کے عنوان پر تقریر کرنا ہے ....اس سلسلے میں کچھ گائیڈ کریں۔''

''کیا تمہاری ہی ایک تقریر ہوگی....اسکول میں کوئی اور یہ نہیں کرسکتا تھا؟''

''جی ہاں!'' میرے ٹیچر نے کہا کہ یہ میں ہی کرسکتی ہوں۔''

''وہ کیوں؟'' میں نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبے سے پوچھا۔

''ٹیچر کہہ رہے تھے کہ تمہارے پاپا اردو کے ادیب ہیں....انہیں اردو زبان سے پیار ہے....وہ تمہاری مدد کریں گے۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

بستہ

''مجھے اپنا مستقبل تاریک ہوتا دکھائی دے رہا ہے.... ہر طرف لوگ بے بس اور بے کس نظر آرہے ہیں....جیسے کسی نے انہیں ستّر سال پیچھے دھکیل دیا ہو...نہیں نہیں....یہ میرا وہم ہے اور کچھ نہیں....لوگ تو چاند پر گھر بنانے کی سوچ رہے ہیں ....انسانوں نے کافی ترقی کرلی ہے....پھر ستر سال کیسے پیچھے جاسکتے ہیں؟''

''ارے! تم کہاں کھو گئے؟....کیا کیا سوچنے لگے؟'' میرے اندر کے انسان نے میرا دھیان اپنی طرف مبذول کیا۔

''کھو نہیں گیا ہوں....مجھے ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے....تم خود دیکھو....کاروبارِ دنیا چل رہا ہے....ہر جگہ لوگوں کا جم غفیر ہے....تفریحی مقامات پر....بینکوں میں ....شراب خانوں کے سامنے لمبی لمبی قطاریں....بے شمار گاڑیوں کی آمدورفت.... جلسے، کانفرنس، ادبی نشستیں، مشاعرے ....سب تو ہو رہے ہیں....کیا نہیں ہو رہا ہے....سب کچھ تو انسان کو میسر ہے....''میں نے اپنے اندر کے انسان کو جھنجھوڑا۔

''پھر کون سا غم ہے جو تمہیں اندر ہی اندر کھائے جا رہا ہے؟'' میرے اندر کے انسان کا سوال تھا۔

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بس حسرت و یاس بھری نظروں سے اپنے بچوں کے بستوں کو دیکھتا رہا، جن پر دو برسوں کی دھول جمی ہوئی تھی اور جن کے اندر رکھی کتابیں باہر آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

آئینہ

خلاف معمول وہ وقت سے گھنٹہ بھر پہلے ہی گھر سے نکلنے لگا تو اس کی بیوی نے ٹوکا۔ ''ارے آج اتنا سج دھج کر کہاں چلے، آفس جانے میں تو ابھی بہت وقت ہے۔''

''آفس ہی جا رہا ہوں جانو.... آج وہاں ایک خاص میٹنگ ہے.... ایم ڈی صاحب نے کچھ جلدی آنے کی ہدایت کی ہے۔''

''اپنا ٹفن تو لیتے جاؤ۔''

''نہیں.... آج لنچ بھی ایم ڈی صاحب کی طرف سے رہے گا۔''

''اچھا اتنا تو بتا دو واپسی کب ہوگی؟''

''اب دیکھو، ایم ڈی صاحب کب چھوڑتے ہیں.... لگتا ہے شام ہو جائے گی۔'' دہلیز سے باہر قدم رکھتے ہوئے اس نے جواب دیا۔

گھر سے کافی دور پہنچ کر اس نے اپنی نئی پی اے کو فون کرنے کے لئے جیب سے موبائل نکالا۔ لیکن یہ کیا؟

وہ بڑبڑانے لگا۔ ''افوہ، عجلت میں بیوی کا فون لے کر چلا آیا..... میری پی اے انتظار کر رہی ہوگی.... اس کا نمبر بھی معلوم نہیں.... اب کیا کروں؟''

وہ پریشانی کے عالم میں بیوی کا فون ہاتھ میں لیے کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ فون میں میسیج کا رنگ ٹون بجا۔ اس نے دیکھا، میسج تھا: جانو!.... تمہارے لائف میٹ کی واپسی کب ہوگی.... میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں۔''

اس کے چہرے پر تفکر کا سایہ اور گہرا ہو گیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

خونِ جگر

میں ایک کہانی لکھنے والا تھا۔ایک ایسی کہانی جو پچھلے دس برسوں سے مجھے اندر ہی اندر کرید رہی تھی۔اس کہانی کو لکھنے کے لئے دس برسوں کا طویل عرصہ اس لئے لگا کہ مجھے ایسی خاموشی کی ضرورت تھی جو مجھے یہ احساس دلائے کہ سب لوگ مر چکے ہیں، صرف میں زندہ ہوں۔

موقع آیا تو میں نے اپنے قلم کو اپنا خونِ جگر پلایا اور لکھنا شروع کر دیا۔جب میں نے اپنا خونِ جگر صفحہ قرطاس پر بکھیر دیا تو وہ چیخنے لگا۔''اے آدم کی اولاد! کیا کر رہے ہو.....کیوں لکھ رہے ہو.....لوگ مجھے صدیوں سے لکھتے آئے ہیں، پڑھتے آئے ہیں مگر آج تک کسی کا بھلا نہیں ہوسکا ہے.....مجھ میں اب وہ ہمت وقوت نہیں رہی جو عروج وارتقا بخش سکے.....تم اپنا اور میرا وقت برباد مت کرو۔''

اور اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔مجھ سے رہا نہ گیا۔میں بھی رونے لگا۔ کچھ دیر بعد جب میں نے اپنا سر جھکایا تو دیکھا کہ قلم نے میرے خونِ جگر کا رنگ صفحہ قرطاس پر بکھیر دیا تھا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

اجر

''ہیلو!.... مولانا صاحب.... میں راہی بول رہا ہوں۔''

''جی، فرمایئے جناب.... کیسے یاد کیا؟''

''میں نے تھوڑی دیر پہلے آپ کو فیس بک پر غریبوں میں لاکھوں روپئے خیرات کرتے لائیو دیکھا، آپ کے اس عمل پر کافی لوگ تعریفی کلمات پوسٹ کرر ہے ہیں۔''

''بھائی، رمضان المبارک کا مہینہ ہے.... اس مہینے میں جو نیک کام کیے جائیں اس کا اجر اللہ ستّر گنا عطا کرتا ہے۔''

''اور باقی دن اللہ کچھ عطا نہیں کرتا؟''

''کیا مطلب ہے آپ کا؟'' ادھر سے مولانا کی خفگی بھری آواز آئی۔

''مطلب یہ ہے کہ آپ نے نیکی کے جذبے سے خیرات نہیں تقسیم کیا ہے، بلکہ اگلے مہینے ایم ایل اے کے لئے جو بائی الیکشن ہے اس میں آپ کھڑے ہونے والے ہیں.... یہ سب ڈرامہ اسی کے لئے ہے تاکہ آپ ووٹ بٹور سکیں۔''

''تو کون ہے بے.... تیرا دماغ صحیح ہے؟''

''میرا سب کچھ صحیح ہے مولانا ریاکار.... میں وہی ہوں جو چند روز قبل اپنی کینسر زدہ ماں کے علاج کے لیے آپ کے پاس مدد مانگنے آیا تھا مگر آپ نے یہ کہہ کر مجھے ٹال دیا تھا کہ آپ کے پاس میری مدد کے لئے پھوٹی کوڑی بھی ہے.... اس وقت آپ کو اللہ کا اجر یاد نہیں تھا....''

آگے راہی کچھ اور کہتا، دوسری جانب سے فون کاٹ دیا گیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

شکر گزار

احمد اپنے جگری دوست کے ساتھ کمرے میں گپ شپ کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد احمد نے اپنا موبائل فون ہاتھ میں لیا اور ایک ادبی وہاٹس ایپ گروپ کھول کر اپنے افسانچے پر آئے کمنٹس پڑھنے لگا۔ کمنٹس پڑھ کر اس نے سب کا مشترکہ شکریہ اس طرح ادا کیا۔

افسانچے کی پسندیدگی اور اس پر آپ سب کی مثبت آرا کا میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

یہ دیکھ کر دوست نے پوچھا۔"اے بھائی، تم نے رومانی صاحب کا شکریہ ادا کیوں نہیں کیا جب کہ انہوں نے بھی تو....."

احمد دوست کی بات کاٹ کر بولا۔"تم کو تو معلوم ہے کہ تنقید سے مجھے سخت نفرت ہے۔ ان کو تو میں بعد میں دیکھتا ہوں.... آنے دو ان کے افسانچے کو گروپ میں۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

بیچارہ

رات کا تقریباً دس بج رہا تھا۔ برف باری زوروں پر تھی۔ علی محمد دکاندار کے سامنے گڑگڑا رہا تھا۔ ''بھائی، مہربانی کر کے ایک سیلنڈر دے دیجیے.... ابھی کھانا نہیں بن پایا ہے.... بچّے بھوک سے رو رہے ہیں.... برفباری سے رات بھر سارے راستے بند ہو جائیں گے.... پلیز کچھ کیجیے۔''

دکاندار پر علی محمد کی بیچارگی کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ وہ خشک لہجے میں بولا۔ ''ارے بھائی! میرے پاس اب ایک بھی سیلنڈر نہیں ہے.... تین دن سے سیلنڈر نہیں آ رہا ہے.... برفباری سے جموں سری نگر ہائی وے بھی بند ہو گیا ہے۔''

''بھائی، کہیں ایسا نہ ہو کہ بچے بھوک سے دم توڑ.....'' علی محمد کی آنکھوں میں آنسو رواں ہو گئے۔

''ارے صاحب، میں کیا کر سکتا ہوں.... جائیے یہاں سے.... اپنا اور میرا وقت کیوں برباد کر رہے ہیں۔''

علی محمد دکاندار کے رویے سے مایوس ہو کر خالی سیلنڈر کو کاندھے پر رکھ کر واپس جانے لگا۔ بیس پچیس قدم ہی آگے گیا ہو گا کہ اچانک ایک گاڑی اس دکان کے سامنے آ کر رکی۔ گاڑی کا ڈرائیور اتر کر دکاندار کے پاس آیا۔ دونوں نے گرم جوشی سے ہاتھ ملایا۔

گاڑی والے نے پرس سے کئی نوٹ نکال کر دکاندار کو دیے، جنہیں اس نے فوراً اپنی جیب کے حوالے کر دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد ایک سیلنڈر اس کار کی ڈکی میں رکھ دیا گیا۔ علی محمد کو سمجھ میں آ گیا کہ اس امیر شخص نے سیلنڈر بلیک میں خریدا ہے۔ لیکن اس

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ وہ بلیک میں خرید سکتا اور اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ وہ واپس جا کر دکاندار کا گریبان پکڑ کر پوچھتا کہ یہ سیلنڈر کہاں سے آ گیا۔ بیچارہ علی محمد!

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

مشین

شادی کے ایک سال بعد ہی اسے سرکاری ملازمت حاصل ہوگئی۔

وہ صبح کے سات بجے ڈیوٹی پر جاتا اور شام ڈھلے گھر واپس آتا۔ ساری گھریلو ذمہ داریاں اس نے تنہا بیوی کے کاندھوں پر ڈال دی تھیں۔ بیوی کسی روبوٹ کی طرح دن بھر گھر کے کاموں میں جٹی رہتی۔ صبح سویرے شوہر اور بچوں کا ٹفن تیار کرنا، بچوں کو اسکول کے لئے تیار کرنا، پھر انہیں بس اسٹینڈ تک چھوڑنا، دوپہر کا کھانا تیار کرنا، سبھی کے کپڑے دھونا، سوکھ جانے پر استری کر کے الماری میں سلیقے سے رکھنا، ضرورت پڑنے پر انہیں کپڑے نکال کر دینا، رات کا کھانا بنانا، سب کے بستر لگانا، تھکے ہوئے شوہر کی تھوڑی دیر خدمت کرنا، کبھی کبھی بچوں کو کہانیاں سنانا، گھر کی صاف صفائی کرنا، گھر اور اس کے اثاثہ کی دیکھ بھال اور حفاظت کا اہتمام کرنا۔ روزمرہ کے ان سب چکروں میں خود کو وہ جیسے بھول گئی تھی۔

دو سال بعد اس کے شوہر کا رویہ بدل گیا۔ ہوا یوں کہ وہ اپنی بیوی کو صرف کام کرنے کی مشین سمجھنے لگا تھا۔ اس کے دل سے پیار و محبت، دکھ درد کا احساس جیسے ختم ہو گیا تھا۔ کیوں کہ اب اس کے پاس پیسے آگئے تھے۔ مگر بیوی نے زبان پر کبھی حرفِ شکایت نہیں لایا۔

اچانک ہوا کا رخ بدل گیا۔ بے ایمانی اور چوری کے الزام میں اسے نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔

نوکری کھونے کے غم میں وہ رونے لگا۔

''ارے! آپ کیوں رو رہے ہیں.... اللہ پر بھروسہ رکھیے.... اگر آپ بے قصور

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ہیں تو وہ سب ٹھیک کر دے گا۔'' بیوی نے دلاسہ دیا۔

''کچھ ٹھیک نہیں ہوگا.... میں برباد ہوگیا۔'' شوہر نے روتے ہوئے کہا۔

دو تین مہینوں کے بعد وہ فاقہ کشی کے شکار ہونے لگے۔ ایسے برے وقت میں بیوی نے ہمت سے کام لیا۔ مائیکے میں والدین نے اسے سلائی کڑھائی کا کام سکھایا تھا۔ وہ اس کے کام آ گیا اور کسی صورت گزر بسر ہونے لگی۔

ایک دن شوہر نے کہا۔ ''اب گھر کے کام میں کر دیا کروں گا۔''

''نہیں، نہیں ....کمانے کا یہ مطلب نہیں کہ میں آپ کو مشین سمجھوں اور خود.... رفیق حیات وہی ہوتا جو زندگی کی آزمائش میں، مصیبت میں بھی وفادار رہے۔''

بیوی کی یہ بات سن کر شوہر کا سر ندامت سے جھک گیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

تضادِ فکری

اس دن شام کو مریم کے منگیتر زہیب نے فون کر کے پارک میں اس سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ مریم تیار ہو کر خوشی خوشی اس مخصوص پارک پہنچی جہاں زہیب نے بلایا تھا تو وہاں اس کو منتظر پایا۔

دونوں بہت دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اپنے اپنے حالاتِ زندگی، روزمرہ کی مصروفیات، پسند وناپسند، رجحانات، خیالات اور نظریات بتائے۔ کچھ رومانی باتیں بھی ہوئیں۔

جب رخصت ہونے کا وقت آیا تو دونوں ٹہلتے ہوئے پارک کے گیٹ کی طرف بڑھے۔ چلتے چلتے زہیب نے کہا۔ ''مریم! بہت جلد ہم ایک دوسرے کے ہو جائیں گے.... ہم ایک دوسرے کو اپنے متعلق، اب تک جو نہیں بتایا ہے وہ بتا دیں.... ہمارے بیچ کوئی بات پوشیدہ نہ رہے.... کیا خیال ہے تمہارا؟''

''اچھا خیال ہے.... لیکن کیا اب بھی کچھ بتانا باقی ہے؟''

''ہاں!'' زہیب نے تھوڑا شرماتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''مریم! تم سے پہلے میری زندگی میں ایک لڑکی آئی تھی..... مگر جب سے تم سے رشتہ طے ہوا ہے تب سے میرے خواب وخیال میں بس تم ہی ہو.... میں نے توبہ کر لی ہے کہ اب تمہارے سوا کسی کو اس دل میں جگہ نہیں دوں گا۔''

''اچھا!'' مریم نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''یہ تو اچھا ہوا کہ آپ نے مجھے شادی سے پہلے ہی بتا دیا.... بعد میں مجھے پتا چلتا تو بہت دکھ ہوتا..... میں بھی بتا دوں کہ ایسا ہی معاملہ میری زندگی میں بھی....''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

مریم کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ زہیب تیزی سے، اکیلا ہی پارک سے نکل گیا۔

مریم اسے جاتے ہوئے دیر تک حیرت سے دیکھتی رہی، پھر بڑبڑائی۔ ''پاگل کہیں کا....جب مذاق تک کی سمجھ نہیں ہے....تو زندگی بھر ساتھ کیا نبھاؤ گے؟''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ڈریم الیون

دو برسوں سے وہ ڈریم الیون گیم پر ہارتا رہا۔ کبھی کبھار ہی جیت ہوئی تھی۔

اس جوئے کی لت نے اسے کہیں کا نہیں رکھا۔ گھر کا بہت سا اثاثہ بک گیا۔ اس کی زمین تک بکنے سے نہیں بچی۔ اب اس کے پاس اس گیم پر لگانے کو کچھ نہیں بچا تھا۔ اب کیا کیا جائے؟ اس مصیبت سے نجات پانے کے لیے اس کے پاس بس آخری سہارا پیر بابا کا تھا۔

پیر بابا کے پاس پہنچ کر اس نے اپنا دکھڑا بیان کیا۔ ''بابا! میں برباد ہو گیا.... اس گیم نے مجھے مفلس بنا دیا ہے.... بابا، کچھ کیجئے.... میری مصیبت کو دور کیجئے۔''

''کیا چاہتے ہو؟.... جتنی دولت تم ہار چکے ہو، اتنی تو کہیں سے ملے گی نہیں... کہیں خزانہ دفن تو ہے نہیں کہ بتا دو اور جا کر لے لو۔''

''بابا، میں اپنے ہارے ہوئے پیسے واپس پانا چاہتا ہوں۔''

''اچھی بات ہے....تو نذرانے کے پانچ سو روپۓ جمع کر دو....اور ان لوگوں کی لسٹ مجھے دو جو آج میچ کھیلنے والے ہیں۔''

اس نے پانچ سو کے نوٹ کے ساتھ مطلوبہ لسٹ بابا کی خدمت میں پیش کر دی۔

بابا نے پانچ سو کے نوٹ کو اپنی جیب میں ڈالا اور لسٹ میں سے گیارہ کھلاڑیوں پر ٹک لگا کر کہا۔ ''آج ان کھلاڑیوں پر پیسے لگانا....تمہاری قسمت جاگنے والی ہے۔''

اس کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

شام کو بابا کے مکان کے آگے وہ اور اس کے ساتھی باجوں گاجوں کے ساتھ خوشیاں منانے اور بابا کے حق میں نعرۂ مستانہ لگا رہے تھے کیوں کہ بابا کی پیش گئی سچ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ثابت ہوئی۔ وہ پل بھر میں کروڑ پتی بن گیا۔

مگر بابا کے چہرے پر اداسی چھائی ہوئی تھی کیوں کہ وہ خود ایک بڑی رقم ڈریم الیون میں ہار گئے تھے۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

گمان

ماں کی حالت جب بہت خراب ہوگئی تو منیب صاحب انہیں اسپتال میں داخل کرانے لے آئے۔

اسپتال کے ضابطے کے مطابق مریض کو داخل کرانے سے قبل کیش کاؤنٹر پر دس ہزار روپئے بطور زرِ ضمانت جمع کرنا لازمی تھا۔

منیب صاحب نے تو اس طرف دھیان ہی نہیں دیا تھا۔ اتنی بڑی رقم تو ان کے پاس تھی ہی نہیں۔ اب کیا کیا جائے؟ پریشانی کے عالم میں انہیں اپنے دوست رومانی کا خیال آیا، جس نے ایک بار کہا تھا۔ ''کبھی کسی قسم کی ضرورت پڑ جائے تو بلا جھجک اس ناچیز کو یاد کر لینا، حاضر ہو جاؤں گا۔''

منیب صاحب نے موبائل فون پر اس کو کال کیا۔ پہلی ہی بار میں رومانی نے فون اٹھا لیا۔ منیب صاحب نے اس کے سامنے اپنا دکھڑا بیان کیا۔ ''یار رومانی! میں اس وقت بڑے اسپتال میں ہوں.... ماں کو بھرتی کرانا ہے.... لیکن سیکیوریٹی منی کے طور پر دس ہزار روپئے جمع کئے بغیر ایڈمٹ نہیں لیا جائے گا.... دوست! میری.....''

بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ ادھر سے فون کٹ گیا۔ کئی بار ہیلو ہیلو کہا۔ دوبارہ کال کیا۔ رنگ ہوتا رہا لیکن ان کے دوست نے فون نہیں اٹھایا۔

منیب صاحب کا دل ڈوب گیا۔ اب سوائے ایک دو زیور بیچنے کے کوئی چارہ نہیں۔ نگرانی کے لئے ماں کے پاس اپنی بہن کو رکھ کر وہ اسپتال سے باہر آئے تا کہ پیسوں کا انتظام کر سکیں۔ لیکن اسپتال کے گیٹ پر ہی ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے جب انہوں نے دیکھا کہ مطلوبہ رقم کے ساتھ ان کا دوست رومانی موجود ہے۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

صراطِ مستقیم

''آپ نے روزہ رکھا ہے؟''

الحمدللہ، ہاں یار۔''

''تعجب ہے.... آپ تو سال بھر مسجد کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے تھے، پھر یہ انقلاب؟''

''یار، بس یوں ہی خیال آ گیا کہ سیدھی راہ چلوں.... اور میری دنیا بدل گئی۔''

''واہ!.... یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ لیکن یار! یہ تو بتاؤ یہ تغیر آیا کیسے؟''

سمجھدار کے لئے اشارہ کافی ہے۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بس خاموشی سے جیب سے تسبیح نکال کر پڑھنے لگا: من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین۔ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی گہری سمجھ عطا کر دیتا ہے۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

تلاش

کوؤں کے علاقے میں ایک بہت ہی خوبصورت اور معصوم سا کبوتر رہتا تھا۔ ہر قسم کے فتنہ سے عاری۔

ایک دن کوؤں نے اس کو اپنے قوم میں شامل ہونے کی دعوت دی مگر اس نے ان سنی کردی۔ دراصل وہ خود کو ان سیاہ فاموں کے رنگ ڈھنگ سے الگ رکھنا چاہتا تھا۔ کوؤں کو کبوتر کی یہ بات ناگوار گزری۔ اب وہ کبوتر کو تنگ کرنے لگے۔ کئی بار اپنے علاقے سے اسے بھگانے کی بھی کوشش کی ۔ جب کبوتر اس علاقے میں ڈٹا رہا تو سارے کوے پریشان ہوگئے۔

ایک دن کوؤں نے ایک ہنگامی میٹنگ بلائی جس میں یہ طے ہوا کہ کبوتر کے ساتھ اچھا برتاؤ کر کے اس کو اپنے دام میں پھنسا لیا جائے اور ایک کوے کو کبوتر کے ساتھ دوستی کرا کے اس سے وہ تصویر لی جائے جس میں اس کی جان بسی ہوئی ہے۔ جب کوّا تصویر لینے میں کامیاب ہوگیا تو ایک ایک کر کے سارے کوے اس علاقے سے ہجرت کر گئے تاکہ کبوتر تصویر کی چوری کا الزام ان پر نہ لگادے۔

اب کبوتر علاقے میں تنہا رہ گیا۔ وہ خوف زدہ ہوگیا۔ اپنی تنہائی کو دور کرنے کے لئے وہ اکثر تصویر کو دیکھتا۔ تصویر ہی اب اس کا ایک سہارا تھی۔ مگر یہ کیا؟ تصویر تو کوّے چرا کر لے گئے تھے۔ کبوتر کے پاس اب اللہ کے سوا کوئی نہیں تھا۔ وہ پریشان ہوگیا۔ دن رات روتا رہا، چیختا چلاتا رہا مگر کسی سے کچھ نہ سنی۔ تنہائی نے اسے کھوکھلا کر دیا تھا۔ بے بس ولاچار اپنے اصلی گھر جانے کے سوا کچھ نہ سوجھا۔ اس نے نہایا، نئے کپڑے زیب تن کئے اور آنکھیں بند کر کے اصلی گھر کی طرف اڑان بھری۔ اس کے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

دل میں بہت ارمان تھے جنھیں وہ اپنے ساتھ لے گیا۔

جب اس کے جانے کی خبر کووں کو ملی تو وہ روتے ہوئے ایک جھنڈ میں واپس آگئے۔ کچھ دنوں تک ماتم منایا اور پھر اگلے شکار کی تلاش میں نکل پڑے۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

بھارت

اقلیتی آبادی والے علاقوں میں شرپسند ہنگامہ برپا کیے ہوئے تھے۔ مسجدوں کے روبرو ہاتھوں میں ننگی تلواریں لئے شیطانی رقص دکھارہے تھے۔ عجب سا شوروغل مچا رہے تھے۔ ان کی دہشت ناک حرکتوں، بلند بانگ نعرے بازی اور شور شرابے سے خوف زدہ اقلیتی طبقے گھروں سے باہر نکلنے کی ہمت نہیں جٹا پا رہا تھا۔ ان حالات میں کبھی کبھار ہی مسجدوں سے اذان کی آواز سنائی دیتی تھی۔

آج جب اذان کی آواز سنائی دی تو عمر صاحب سے گھر میں مقید نہیں رہا گیا۔ وہ مسجد کے لئے نکل پڑے۔ مگر ایک گبرو نوجوان کو مسجد کے روبرو ہاتھ میں تلوار لئے کھڑے دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گئے۔ وہ انھیں دیکھ کر کہنے لگا۔ ''بزرگوار! آیئے نماز پڑھ لیجئے.... میں تو نمازیوں کے لئے پہرہ دینے آیا ہوں۔''

یہ جان کر عمر صاحب کی جان میں جان آئی۔ اب وہ بلا خوف وخطر مسجد میں تشریف لے گئے۔ نماز سے فارغ ہوکر باہر آئے اور اس نوجوان کو دعائیں دیتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا۔ وہ ذمہ دار، وطن پرست نوجوان کہنے لگا۔ ''یہ تو میرا آئینی فرض ہے کہ امن اور بھائی چارہ قائم رکھوں۔''

عمر صاحب نے جب اس سے اس کا نام پوچھا تو اس نے فخر سے سر بلند کر کے کہا۔ ''بھارت!''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

نمائش

''آپ کو یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟....آپ کو اپنی حالت دیکھنا چاہئے ....ایک تو اپنا جوان بیٹا کھو دیا....گھر کا گزارہ مشکل سے ہو رہا ہے...شریعت میں تو اس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔'' خادم صاحب اپنے ہمسایے عظیم کو، ان کے بیٹے کی رسم چہارم پر سمجھا رہے تھے۔

''کیا کریں خادم بھائی!....اگر ایسا نہیں کرتا تو لوگ طرح طرح کی باتوں سے میرا جینا دشوار کر دیں گے....کنجوس....بے دین....خلاف سنت....بے رحم باپ...اور نہ جانے کیا کیا....اب آپ ہی بتائیں، میں کیا کرتا۔''

''عظیم بھائی، آپ صحیح کہہ رہے ہیں....لوگ جب بدعت کو سنت سمجھنے لگتے ہیں تو ایسا ہی ہوتا ہے...لیکن بھائی اس کا یہ مطلب نہیں کہ لوگوں کے درمیان نمائش کے لئے آپ اپنا سب کچھ لٹا دیں گے....ابھی کچھ دن پہلے آپ کہہ رہے تھے کہ گھر میں ایک پیسہ تک نہیں ہے....پھر اس رسم کے لئے پیسے کہاں سے آ گئے؟''

''اب کیا بتاؤں خادم بھائی...آپ سے کچھ نہیں چھپاؤں گا....میں نے اپنا یہ مکان پچاس ہزار روپئے میں گروی رکھ دیا ہے۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

دیوار

''وہ تو آپ کے گہرے دوست ہیں نا؟''

''ہے نہیں.... تھا۔''

''ایسی کون سی دیوار آپ دونوں کے بیچ میں آ گئی کہ ایک دوسرے کو دیکھنا تک گوارہ نہیں کرتے؟''

''ایک سال پہلے ہم دونوں نے ایک کاروبار شروع کیا تھا.... چند مہینے ہی بیتے تھے کہ بے ایمانی کی دیوار کھڑی ہوگئی۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

پیوند

میری دکان پر ایک نوجوان کچھ پرانے کپڑوں کی مرمت کی غرض سے آیا۔
چونکہ اسے کپڑوں کو مرمت کروا کر ساتھ میں لے جانا تھا اس لئے میں نے اسے ایک کرسی دے دی کہ وہ بیٹھ کر انتظار کرلے، دس پندرہ منٹ میں کپڑے دے دیتا ہوں۔ وہ کرسی پر بیٹھ کر جیب سے موبائل فون نکال کر اس میں مصروف ہو گیا۔
''موبائل پر اتنے غور سے کیا دیکھ رہے ہیں بھائی!'' میں نے کام کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''بھائی، ایپل فون کے نئے ماڈل دیکھ رہا ہوں۔''

''کیوں؟ میرا خیال ہے، آپ کے پاس تو پہلے سے ہی بہت قیمتی موبائل ہے۔''

''ارے بھائی، سماج میں لوگوں کے سامنے اپنا اسٹیٹس مین ٹین رکھنا پڑتا ہے.... آپ درزی لوگ یہ نہیں سمجھیں گے۔'' اس نے مذاق اڑانے والے لہجے میں جواب دیا۔

اس کا یہ تمسخر مجھے اچھا نہیں لگا۔ میں نے اس کے لائے ہوئے کپڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔ ''باپ کے یہ پھٹے پرانے کپڑے لائے ہیں پیوند لگانے کے لئے....اور موبائل فون سے اپنا اسٹیٹس مین ٹین کر رہے ہیں... کبھی اپنے باپ کے اسٹیٹس کا بھی خیال کیا ہے؟''

میری اس بات پر اس نے موبائل فون کو جیب میں رکھ کر اپنی جھینپ مٹانے کی غرض سے کہنے لگا۔ ''کتنے پیسے ہوئے؟''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

علاج

''ڈاکٹر صاحب! آپ کی دوا ہفتے بھر سے کھا رہا ہوں مگر ذرا بھی افاقہ نہیں ہوا۔''
مریض نے ڈاکٹر سے شکایت کی۔

''ٹنشن نہیں لیجئے.....سب ٹھیک ہو جائے گا...آپ کا جو مرض ہے اس میں تھوڑا وقت لگے گا...ابھی تو ایک ہی ہفتہ ہوا ہے...میں جو ٹیسٹ لکھا تھا اسے کروایا؟''

''جی ہاں!.....یہ لیجئے اس کی رپورٹ۔'' مریض نے جانچ کی رپورٹ ڈاکٹر کو دی۔

رپورٹ دیکھ کر ڈاکٹر نے ناک بھوں سکوڑتے ہوئے کہا۔''میں نے جس پیتھولوجی لیب سے جانچ کرانے کو کہا تھا وہاں سے کیوں نہیں کرایا؟.....خیر! پہلے والی ساری دوائیں بن کر دیجئے.....یہ کچھ نئی دوائیں لکھ رہا ہوں.....امید ہے آپ جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

اماں....اماں

میرا ہمسایہ علی محمد بہت بیمار تھا۔ میں عیادت کی غرض سے اس کے گھر پہنچا۔ جب گھر والوں نے مجھے اس کے کمرے میں پہنچایا تو میں نے دیکھا کہ وہ بستر پر درد سے کراہتے ہوئے ''اماں....اماں!'' پکار رہا تھا۔

کمرے میں اس کی اہلیہ اور اس کے تین بچے بھی موجود تھے۔ ان میں سے کوئی اس کا سر دبا رہا تھا کوئی پاؤں۔ سبھی لوگ اس کی خدمت میں لگے ہوئے تھے۔

مجھ سے اس کا یہ درد دیکھا نہ گیا اور گھر والوں کو ڈاکٹر کے پاس لے جانے کی صلاح دے کر واپس آ گیا۔

گھر لوٹتے وقت، راستے میں اچانک مجھے خیال آیا کہ علی محمد اپنی اماں کو کیوں پکار رہا تھا۔ اس کی اماں کو انتقال کیے تو بیس برس ہو گئے تھے۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

تاریخ

''میرے ساتھ تھوڑا تھانہ چلو گے؟'' میرے دوست نے مجھ سے بڑی بیچارگی سے پوچھا۔

''کیوں؟.... تھانے میں کیا کام ہے؟'' میں نے حیرانی سے پوچھا۔

پہلے تو اس کے چہرے پر شرمندگی کے آثار نظر آئے پھر ہکلاتے ہوئے بولا۔

''میری بیٹی کو عبدالستار کا بیٹا بھگا کر لے گیا ہے.... اسی کا ایف آئی آر کرانا ہے۔''

اس کی بات سنتے ہیں مجھے ماضی بعید کا وہ واقعہ یاد آ گیا جب اسی عبدالستار نے میرے ہمسایے ٹیپو کی بیٹی کو بھگا کر لے گیا تھا۔

گویا تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

لفٹ

شہر میں ہڑتال کی وجہ سے سڑکیں سنسان تھیں ۔ اکّا دکّا پرائیویٹ گاڑیاں نظر آ جاتی تھیں۔

وہ اپنی بیوی کے ہمراہ سڑک پر کھڑا ٹیکسی یا آٹو رکشہ کا انتظار کر رہا تھا۔ جب دو گھنٹے سے کوئی سواری نہیں ملی تو اس نے بیوی سے کہا۔ ''مجھے پیاس لگی ہے ....میں پانی کی بوتل دکان سے لے کر آتا ہوں تب تک تم دیکھو شاید کوئی گاڑی مل جائے۔''

ابھی اس کے پتی کو وہاں سے ہٹے دو ہی منٹ ہوئے ہوں گے کہ ایک گاڑی والے نے دور سے ہی دیکھا کہ لڑکی نے روکنے کے لئے ہاتھ ہلایا ہے تو ڈرائیور نے اس کے بالکل سامنے گاڑی روکی۔

''لفٹ چاہئے؟'' گاڑی والے نے ایک خاص نظر اس پر ڈال کر پوچھا۔

''جی ہاں!''

''آجاؤ....اپنی ہی گاڑی سمجھ لو۔''

''شکریہ....مگر ایک منٹ رک جایئے۔''

''کیوں؟''

''میرے ساتھ میرے پتی بھی ہیں....وہ پانی کی بوتل لینے گئے ہیں...وہ آ.....''

عورت کی بات ابھی پوری بھی نہیں ہوئی تھی گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

اصلی گھر

''اری عارفہ!....اتنی صبح صبح؟....خیریت تو؟....گھر میں سب ٹھیک تو ہے؟'' ماں نے حیرت سے پوچھا۔

''کچھ بھی ٹھیک نہیں اماں....کچھ بھی نہیں...اب تو پانی سر سے اوپر چڑھ گیا ہے ....برداشت کی بھی ایک حد ہوتی ہے....یہ دیکھو اماں....یہ مار پیٹ کے نشان دیکھو... یہ زخم دیکھو...رات تو اس نے میرا گلا گھونٹنے کی بھی کوشش کی تھی...میں نے بڑی مشکل سے جان بچائی تھی۔'' عارفہ نے رو رو کر اپنا دکھڑا سنایا۔

ماں تو جیسے سَن رہ گئیں۔ تھوڑی دیر تک تو ان کی منہ سے آواز ہی نہیں نکلی۔ بس بیٹی کو حیران و پریشان دیکھتی رہیں۔ جب تھوڑے حواس بحال ہوئے تو انہوں نے گھبرا کر پوچھا۔ ''اور بچے؟''

''دونوں وہیں ہیں...ان ہی دونوں کی وجہ سے میں بچ پائی تھی...عادل نے جب میرا گلا دبایا تھا تو دونوں بچے ہی اس سے لپٹ کر مجھے بچائے تھے۔''

''غصے میں اس نے ایسا کر دیا ہوگا بیٹی....وہ دل کا برا نہیں ہے...میرا مشورہ ہے کہ تم اپنے گھر جاؤ....بچے تمہیں نہیں پائیں گے تو پریشان ہوں گے....دیکھو بیٹی! اب وہی تمہارا اصلی گھر ہے....ہم لوگ تو جب تک زندہ ہیں تمہارے دکھ درد کو بانٹ لیں گے ....لیکن ہمارے بعد؟....صبر کرو بیٹی، صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے...ہو سکتا ہے تم گھر جاؤ تو عادل کو نادم پاؤ....جاؤ بیٹی جاؤ...اپنے گھر جاؤ...اب یہ گھر تمہارا نہیں رہا...شوہر کا گھر ہی تمہارا اصلی گھر ہے...اگر پھر کوئی بات ہوئی تو فون کرنا، ہم لوگ فوراً آئیں گے اور اسے سمجھائیں گے....اللہ سے دعا ہے کہ وہ تمہاری حفاظت فرمائے۔''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ماں دیر تک اسے سمجھاتی رہی۔

ماں کی نصیحت سے متاثر ہو کر وہ اسی دم واپس لوٹ گئی۔

گھنٹہ بھر بعد ماں نے اسے کال کرنے کے لیے موبائل فون اٹھایا تو دیکھا کہ عارفہ کا میسیج تھا۔ میسیج دیکھتے ہی وہ بے تحاشہ رونے لگیں۔ رونے کی آوز سن کر گھر کے لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے۔ دریافت کیا تو انہوں نے وہ میسیج ان کو دکھایا۔ لکھا تھا:

''اماں، آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں، مجھے اپنے اصلی گھر ہی میں رہنا چاہیے۔ لہٰذا میں اپنے اصلی گھر جا رہی ہوں۔ اب مجھے آپ لوگوں کے گھر آنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ وہی اصلی گھر جو ایک دن سب کا ہوتا ہے۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

کشمکش

جمال صاحب نماز روزہ کے بڑے ہی پابند شخص ہیں۔ دوران نماز اکثر ان سے ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔ ان دنوں میں ان میں ایک عجیب سے کیفیت کو محسوس کرنے لگا ہوں۔ نماز سے فارغ ہو کر سارے نمازی مسجد سے نکل جاتے ہیں مگر وہ کافی دیر تک ہاتھ اٹھائے بڑی آہ وزاری کے عالم میں رب العزت سے گڑگڑا کر دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

ایک دن مجھ سے رہا نہیں گیا۔ جب وہ دعا سے فارغ ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا۔ ''جمال صاحب، ان دنوں آپ کچھ پریشان سے لگ رہے ہیں۔ گھر میں سب خیریت تو ہیں نا؟ ویسے آپ کے پاس اللہ کا دیا بہت کچھ ہے۔''

انہوں نے میرے سوال پر ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ ''الحمد للہ! اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔''

''تو پھر آپ کے چہرے پر یہ اداسی کس بات کی؟''

وہ درد بھرے لہجے میں کہنے لگے۔ ''اب اس سے بڑی فکر اور کیا ہے بھائی کہ گھر میں تین جوان بیٹیاں ہیں۔ چاروں طرف مطلب پرستی کی آندھیاں چل رہی ہیں.... چراغ لے کر ڈھونڈنے پر بھی میرے حضور کی سنت کے تحت نکاح کرنے والا ایک نوجوان نہیں مل رہا ہے....شادی بھی کاروبار کا روپ دھار چکی ہے، ایک فرمائش پوری نہیں ہوئی کہ دوسری شروع...یہ الگ جنجال...اف اللہ! یہ امت کدھر جا رہی ہے۔''

ان کی آنکھوں میں آنسو چھلک پڑے۔ میں نے انہیں تسلی دی۔ ''اللہ کے بندے ہمت نہیں ہارتے، وہ بڑا کارساز ہے....اس کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

اتنے میں میرا جوان لڑکا اپنے دو چچازاد بھائیوں کے ساتھ ادھر سے مجھے پکارنے لگا۔ ''ابو، ہم یہاں ہیں۔''

تو جمال صاحب پوچھنے لگے۔ ''یہ آپ کے لڑکے ہیں؟''

مجھے سجھائی نہیں دے رہا تھا کہ میں کیا جواب دوں۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

مجبور

وہ اپنے دوست سجاد سے ملنے آیا تو اس کا اداس اور غمگین چہرہ دیکھ کر سمجھ گیا کہ آج پھر بیوی کے ساتھ جھگڑا ہوا ہے۔

اس نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔ ''اور کتنا برداشت کرو گے ایسی بیوی کو؟ روز روز کے جھگڑوں سے تمہارے پڑوسی بھی بیزار ہو چکے ہیں۔''

''یار ندیم! مجھے کچھ سجھائی نہیں دے رہا ہے کہ کیا کروں.... اسے اپنی عزت کی بھی پروا نہیں... اگر میں اس پر ہاتھ اٹھاتا ہوں تو لوگوں کی نظروں سے گر جاؤں گا.... اگر مرد حق پر بھی ہو تب بھی لوگ عورت کی ہی سنتے ہیں۔''

''وہ تو ٹھیک ہے.... تو پھر تم طلاق کیوں نہیں دے دیتے؟''

جواب میں اس نے بغل کے بستر پر سو رہے تین چھوٹے بچوں کی طرف دیکھ کر ایک ٹھنڈی سانس لی اور معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ خاموش ہو گیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

پاگل

ایک عرصے کے بعد اس نے اپنے ایک دوست کو دیکھا، جو پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس سڑک پر پیدل چلا جا رہا تھا۔ اپنے دوست کی یہ حالت دیکھ کر اسے حیرانی بھی ہوئی اور پریشانی بھی۔

اس نے اپنی بائیک دوڑا کر اس کے پاس پہنچا۔ علیک سلیک کے بعد اس نے پوچھا۔ ''ارے یار! یہ تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے؟ کوئی پریشانی ہے تو مجھے بتاؤ۔''

یہ سوال سن کر اس کا دوست پہلے تو خوب ہنسا پھر سنجیدگی سے کہا۔ ''کوئی پریشانی نہیں ہے دوست.... دراصل فیس بُک اور یوٹیوب پر اپنے فالورس بڑھانے کے لئے ایک پاگل کے بھیس میں ویڈیو شوٹ کرنے جا رہا ہوں۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

شانتا کلاؤز

بشیر صاحب گھر میں داخل ہوئے تو ان کو خالی ہاتھ دیکھ کر پانچ سالہ بیٹی حورعین نے شکایتی لہجے میں پوچھا۔"پاپا!....آج کچھ نہیں لائے؟"

اس کی آواز میں ملال کی آمیزش سے بشیر صاحب کا دل بے چین ہوگیا۔انہوں نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔"ساری بیٹا!....آج آفس میں دیر تک کام ہونے کی وجہ سے بھول گیا....کوئی بات نہیں کل دو چیزیں لادوں گا۔"

"آپ سے کُٹّی....آپ اچھے پاپا نہیں ہیں....آپ سے اچھا تو وہ سانتا کلاز ہے جو ٹی وی پر بچوں کو بہت سارے گفٹ بانٹتا ہے۔"حورعین نے ناراضی کا اظہار کیا۔

بشیر صاحب بیٹی کو چمکارتے ہوئے بولے۔"بیٹا! سانتا کلاز تو سال میں ایک بار گفٹ لاتا ہے....تمہارے پاپا تو روزانہ تمہارے لئے سانتا کلاز بنتے ہیں....بس آج بھول گیا تو اتنی ناراضی؟"

اس بات پر حورعین ان کے گلے سے لگ گئی اور بولی۔"ساری پاپا!....مجھے تو اس کا خیال ہی نہیں رہا....میرے سانتا کلاز تو آپ ہی ہیں۔"

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ممتا

''بیٹا، ڈیوٹی پر پہنچتے ہی فون کردینا!''

''آپ بے فکر رہئے....ان شاء اللہ اطلاع دے دوں گا۔''

مگر شام تک فون نہیں آیا تو ماں بے قرار ہوگئی۔ دو تین بار بہو سے فون کروایا مگر بیٹے کا فون ناٹ ریچیبل بتا رہا تھا۔ ماں کے بے قراری بڑھتی گئی۔ وہ رات بھر صرف کروٹیں بدلتی رہی۔ جو سویرے لینڈ لائن فون کی بیل بجی تو ماں نے دوڑتے ہوئے فون ریسیو کیا۔

''ہیلو بیٹا....خیریت سے تو ہو؟'' بیٹے کی آواز سنتے ہیں ماں کی جان میں جان آئی۔

''ہاں اماں ٹھیک ہوں....دراصل بات یہ ہے کہ موبائل فون کی بیٹری ختم ہوگئی تھی اس لئے فون نہیں کر پایا....مگر آپ اتنے سویرے؟''

''بیٹا! میں ماں جو ہوں....جب بیٹا سفر پر ہو تو بھلا ماں کیسے سو پائے گی؟''

''میرے چنو منو اور آپ کی بہو کدھر گئے؟...ان سے بھی بات کر لیتا۔''

''بیٹا وہ ابھی سو رہے ہیں....جب اٹھیں گے تو میں بتا دوں گی کہ اللہ کے فضل وکرم سے تم صحیح سلامت پہنچ گئے ہو۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

درس

کلاس میں استاذ کتاب ہاتھ میں لئے بچوں کو دینیات پڑھا رہے تھے۔ ''بچو، ہمیشہ نیک کام کیا کرو، بڑوں کی عزت اور اپنے سے چھوٹوں کو پیار سے باتیں کیا کرو...لالچ سے بچا کرو.....جھوٹ، غیبت، چغلی.....یہ سب بری چیزیں ہیں، ان سے ہمیشہ پرہیز کیا کرو.....گالی دینا گناہ کی بات ہے.....دھوکا دینا تو بڑا گناہ ہے.....''

ٹیچر کی یہ نصیحتیں سنتے ہی میرے قدم کلاس روم کے باہر رک گئے۔ میرے ساتھ میرا چار سالہ بیٹا تھا، جس کا داخلہ لینے کے لئے میں اسکول آیا تھا۔

کچھ دیر تک ٹیچر خاموش رہے۔ مجھے لگا شاید آج کی پڑھائی ختم ہوگئی ہے۔ اچانک بچے شور مچانے لگے۔ ٹیچر کسی بچے پر برس پڑے۔ ''ارے بے وقوف کہاں دیکھ رہے ہو.....نہ جانے کس خاندان سے چلے آتے ہیں ایسے بچے.....ارے کمینے، میں کچھ کہہ رہا ہوں.....ادھر کیا دیکھ رہا ہے.....''

اور نہ جانے کیا کیا بکتے رہے۔ ان کی یہ باتیں سن کر میری آنکھوں میں تاریکی چھا گئی اور میں بوجھل قدموں سے گھر واپس آ گیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

وائرس

میں ٹرین میں سفر کر رہا تھا۔ اچانک ڈبّے میں ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ ایک جوان آدمی دوسرے شخص کا گریبان پکڑے سیٹ سے گھسیٹ کر اتار رہا تھا اور کہتا بھی جا رہا تھا۔

''سالے، ایک تو بغیر ٹکٹ ٹرین میں گھس گئے ہو.....اوپر سے میرے ہی برتھ پر قبضہ کر کے بیٹھے ہو.....ہٹنے کے لئے کہہ رہا ہوں تو کہتے ہو نہیں ہٹو گے۔''

دوسرا بھی ہاتھا پائی پر آمادہ تھا۔

شور سن کر کئی لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ سب تماش بین بنے رہے۔ کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ ان دونوں کو سمجھا بجھا کر جھگڑا ختم کرا دیتا۔

اچانک ٹی ٹی ای اور جی آر پی کے جوان وہاں پہنچ گئے۔ معاملے کی حقیقت جان کر پولس بنا ٹکٹ والے کو پکڑ کر لے گئی۔

بھیڑ کو منتشر کرنے کے لئے ٹی ٹی ای نے تیز آواز میں کہا۔ ''کیا آپ کو معلوم نہیں ہوا میں وائرس پھیلا ہوا ہے....بھیڑ مت لگایئے...سب لوگ اپنی اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھیں...ورنہ پانچ پانچ سو کا جرمانہ لگے گا۔''

سبھی لوگ جلدی جلدی اپنی سیٹ پر جا بیٹھے۔ اور میں سوچنے لگا، سب سے خطرناک وائرس تو انسان ہے۔ ایک ایسا وائرس جس پر قابو پانا اب ناممکن ہو گیا ہے۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

چمتکار

ماں نے بتایا۔ ''امین بیٹے! فوزیہ کے والد نے خبر بھیجی ہے....وہ لوگ رشتہ کرنے پر راضی ہو گئے ہیں۔''

امین نے حیرانی سے پوچھا۔ ''اچھا! یہ چمتکار کیسے ہو گیا امّی ؟....ان لوگوں نے تو انکار کر دیا تھا۔''

''یہ چمتکار شاید تمہاری سرکاری نوکری ہو جانے کے سبب ہوا ہے۔''

''اوہ!....اس کا مطلب ہے کہ ہمارا گھرانہ انہیں پسند نہیں تھا....لیکن امّی! میں ایسے گھر میں رشتہ نہیں کروں گا، جس نے ہماری عزّتِ نفس کا خیال نہیں رکھا۔'' امین نے دوٹوک جواب دے دیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

دعائیں

ایک انتہائی ضعیف العمر شخص، سڑک کے کنارے بیٹھا، آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اپنی موت کی دعائیں مانگ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

اس کے قریب جا کر میں نے پوچھا۔ ''چاچا! چپ ہو جائیے.... اور یہ بتائیے کہ موت کی دعا کیوں کر رہے ہیں.... یہ تو اللہ کو پسند نہیں ہے۔''

اس بوڑھے نے میری طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا اور نحیف آواز میں کہا۔ ''بیٹے!.... اپنے بیٹے اور بہو کے ستم سے بھاگ کر میں نے اولڈ ایج ہوم میں پناہ لی تھی.... لیکن یہاں کے ظلم و ستم سے بھی مجھے بھاگنا پڑا.... اب تم ہی بتاؤ ایسا آدمی موت کی دعائیں نہیں مانگے تو اور کیا مانگے گا؟''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

نذرانہ

مولانا شفیق قاسمی سے سرِ راہ ملاقات ہوگئی۔ ہمیشہ شگفتہ رہنے والا چہرہ آج مرجھایا ہوا تھا۔

''السلام علیکم حضرت!....خیریت تو؟....آج کچھ اداس لگ رہے ہیں۔''میں نے ازراہِ ہمدردی سوال کیا۔

وہ ذرا طیش میں بولے۔''ہاں بھئی، اداسی کی بات ہی ہے.....لوگ نکاح میں برکت چاہتے ہیں....ارے ناہنجارو! کہاں سے برکت آئے گی جب.....''

میں بیچ ہی میں بول پڑا۔''حضرت آپ بہت غصے میں ہیں....آخر کیا ہوگیا آج؟....آپ کہاں سے آرہے ہیں؟''

''وہ ماسٹر غلام مصطفیٰ کے بیٹے ارشد کا نکاح تھا نا....نکاح پڑھانے کے بعد میں نے اپنا نذرانہ مانگا تو اس نے قہراً و جبراً فقط ہزار روپے دیے۔''

''ارے تو حضرت، نکاح کا نذرانہ اور کتنا چاہیے....آج کل تو لوگ اتنے ہی دے رہے ہیں۔''

''اچھا!....نکاح کا نذرانہ بس ایک ہزار....اور وہاں نکاح کے بعد ڈانس کرنے والوں پر جو خوشی خوشی گڈّی پر گڈّی نوٹ لٹائے جا رہے ہیں؟....یہ دیکھ کر تو میں سوچنے لگا کہ میں بھی اگر....''

ان کی بات سن کر میں بھی دل گرفتہ ہوگیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

حدیں

''یار عدنان! تم اپنے بارے میں کیوں نہیں سوچتے کہ آخر تمہیں بننا کیا ہے؟''

''تم میرے متعلق کچھ غلط فہمی کا شکار ہو....تم دیکھنا میں یوٹیوبر بن کر کم وقت میں زیادہ پیسے کماؤں گا۔''

''اوہ!....تو یہ بات ہے....تم نے اچھا پلان بنایا ہے مگر.....''

''مگر کیا؟....کوئی ایسی ترکیب بتاؤ جس سے میرا یہ سپنا ساکار ہو جائے۔''

''ایک آسان ترکیب ہے۔''

''وہ کیا؟....جلدی بتاؤ نا یار!''

''اس کے لئے تمہیں پاگل پن کی حدیں پار کرنا ہوں گی۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

نیت

وہ اپنے کندھوں پر بھیڑ کا ایک بچہ اٹھائے چلے جا رہے تھے۔ راستے میں ان کا ایک ہمسایہ مل گیا۔ علیک سلیک کے بعد اس نے پوچھا۔ ''رحمان چاچا! اس بھیڑ کے بچے کو کہاں لے جا رہے ہیں؟''

''بھائی، اسے میں اپنے پیر بابا کو دینے جا رہا ہوں۔''

''کیوں؟''

رحمان چاچا نے بتایا۔ ''بھائی، جب یہ پیدا ہوا تھا تبھی میں نے نیت کر لی تھی کہ اسے پیر بابا کی نذر کر دوں گا۔''

''اچھا!'' ہمسایے نے کہا۔ ''میں بھی چلتا ہوں آپ کے پیر بابا کے پاس۔''

''تم کس لیے وہاں جاؤ گے؟''

''اس بھیڑ کے بچے کو ان سے مانگنے کے لئے....کیوں کہ ان سے زیادہ مجھے اس کی ضرورت ہے....ان کو تو سینکڑوں مریدین بہت کچھ دیتے ہی رہتے ہیں۔''

رحمان چاچا نے ہمسایے کی طرف غور سے دیکھا۔ ٹوٹی ہوئی چپل اور پیوند لگے کپڑے اس کی حالت زار بیان کر رہے تھے۔

رحمان چاچا لرز اٹھے۔ انہوں نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ ''تم ٹھیک کہتے ہو بھائی ...مجھ سے بہت بڑی غلطی ہونے والی تھی...معاف کرنا بھائی معاف کرنا....اس کے اصلی حقدار تو تم ہو۔''

یہ کہہ کر انہوں نے بھیڑ کا بچہ ہمسایے کے حوالے کر دیا۔ پھر انہوں نے محسوس کیا کہ ان کے کاندھوں سے حشر میں جوابدہی کا بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہے۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

دکھ درد

اس نے فیس بُک کھولا تو آٹھ سال پہلے کی تصویر دیکھ کر مرحوم والد کی شفقت کی یاد تازہ ہوگئی، جب اس نے اپنے پاپا کے کندھوں پر پیار سے ہاتھ رکھ کر سیلفی لی تھی۔ اس نے سوچا چلو، اب اپنی بیٹی کے ساتھ لی گئی سیلفی کو فیس بک پر اپ لوڈ کر دیتا ہوں تا کہ یہ تصویر بیٹی کو میری شفقت و محبت کی یاد دلائے گی۔ انہوں نے بیٹی کو بلا کر اپنا عندیہ ظاہر کیا تو وہ بولی۔ ''پاپا، میں نے تو اپنا فیس بک اکاؤنٹ بند کر دیا ہے۔''

''کیوں بیٹی؟''

بیٹی نے بڑے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔ ''کیوں کہ آج کل لڑکیوں کے فیس بک اکاؤنٹس پر اس قدر فرینڈ رکویسٹ آتے ہیں کہ گھبراہٹ ہونے لگتی ہے..... خواہ مخواہ کی بدنامی الگ....''

بیٹی کا یہ دکھ درد سن اس کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

نفع نقصان

تحسین نے اپنے دوست کو فون کیا۔ ''شفیق، بنگلور میں ایم بی بی ایس میں ایڈمیشن کے لئے نوٹس نکلی ہوئی ہے.... تم اپنے بیٹے اور بیٹی دونوں کا ایڈمیشن وہاں کرادو.... وہاں میرا ایک آدمی پہچان کا ہے.... داخلے میں پریشانی نہیں ہوگی۔''

''بہت اچھی خبر سنائی تم نے.... میرے بیٹے کا داخلہ کرادو۔''

''صرف بیٹے کا؟.... بیٹی کا کیوں نہیں؟'' تحسین نے حیرت سے پوچھا۔

ادھر سے شفیق نے کہا۔ ''ہر معاملے میں ہمیں نفع نقصان کا خیال رکھنا چاہئے.... بیٹی تو پرائے گھر چلی جائے گی.... اس کے ایم بی بی ایس سے ہمیں کیا فائدہ؟''

تحسین تھوڑے خشک لہجے میں بولا۔ ''تمہاری اس تنگ نظری پر افسوس ہوا شفیق.... میں نے سوچا تھا کہ میرا بیٹا ایم بی بی ایس کر رہا ہے.... تمہاری بیٹی بھی ڈاکٹر ہو جاتی تو اپنے بیٹے کا نکاح اس کے ساتھ کرادیتا.... اس طرح ہماری دوستی رشتے داری میں بدل جاتی.... خیر، اب تم دیکھ لو کیا کرنا ہے.... مجھے معاف کرنا میں کچھ نہیں کرسکتا.... کیوں کہ میں نے بھی اپنا نفع نقصان سمجھ لیا ہے۔''

اور فون ڈسکنکٹ کر دیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

دکھ درد

اس نے فیس بک کھولا تو آٹھ سال پہلے کی تصویر دیکھ کر مرحوم والد کی شفقت کی یاد تازہ ہوگئی، جب اس نے اپنے پاپا کے کندھوں پر پیار سے ہاتھ رکھ کر سیلفی لی تھی۔ اس نے سوچا چلو، اب اپنی بیٹی کے ساتھ لی گئی سیلفی کو فیس بک پر اپ لوڈ کر دیتا ہوں تا کہ یہ تصویر بیٹی کو میری شفقت و محبت کی یاد دلائے گی۔ انہوں نے بیٹی کو بلا کر اپنا عندیہ ظاہر کیا تو وہ بولی۔ ''پاپا، میں نے تو اپنا فیس بک اکاؤنٹ بند کر دیا ہے۔''

''کیوں بیٹی؟''

بیٹی نے بڑے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔ ''کیوں کہ آج کل لڑکیوں کے فیس بک اکاؤنٹس پر اس قدر فرینڈ رکویسٹ آتے ہیں کہ گھبراہٹ ہونے لگتی ہے..... خواہ مخواہ کی بدنامی الگ....''

بیٹی کا یہ دکھ درد سن اس کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

نفع نقصان

تحسین نے اپنے دوست کو فون کیا۔ ''شفیق، بنگلور میں ایم بی بی ایس میں ایڈمیشن کے لئے نوٹس نکلی ہوئی ہے.... تم اپنے بیٹے اور بیٹی دونوں کا ایڈمیشن وہاں کرادو.... وہاں میرا ایک آدمی پہچان کا ہے.... داخلے میں پریشانی نہیں ہوگی۔''

''بہت اچھی خبر سنائی تم نے.... میرے بیٹے کا داخلہ کرادو۔''

''صرف بیٹے کا؟.... بیٹی کا کیوں نہیں؟'' تحسین نے حیرت سے پوچھا۔

ادھر سے شفیق نے کہا۔ ''ہر معاملے میں ہمیں نفع نقصان کا خیال رکھنا چاہئے.... بیٹی تو پرائے گھر چلی جائے گی.... اس کے ایم بی بی ایس سے ہمیں کیا فائدہ؟''

تحسین تھوڑے خشک لہجے میں بولا۔ ''تمہاری اس تنگ نظری پر افسوس ہوا شفیق... میں نے سوچا تھا کہ میرا بیٹا ایم بی بی ایس کر رہا ہے.... تمہاری بیٹی بھی ڈاکٹر ہو جاتی تو اپنے بیٹے کا نکاح اس کے ساتھ کرادیتا.... اس طرح ہماری دوستی رشتے داری میں بدل جاتی.... خیر، اب تم دیکھ لو کیا کرنا ہے.... مجھے معاف کرنا میں کچھ نہیں کرسکتا.... کیوں کہ میں نے بھی اپنا نفع نقصان سمجھ لیا ہے۔''

اور فون ڈسکنکٹ کردیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

کرشمہ

وہ دونوں دوست آج برسوں کے بعد اتفاقاً مل گئے۔ مارے خوشی کے دونوں گلے ملنے لگے۔ کیوں نہیں خوش ہوتے۔ دونوں اسکول سے لے کر کالج تک ہم جماعت رہے تھے۔

''ارے یار، تمہاری یہ کیا حالت ہوگئی ہے؟.... ابھی سے بوڑھوں جیسی وضع قطع بنا لی ہے.... میری باڈی دیکھو، کیسے مین ٹین رکھتا ہوں۔'' ندیم نے کہا۔

''ہاں یار.... تم کون سی چکّی کا آٹا کھاتے ہو؟'' سہیل نے ہنس کر پوچھا۔

''وہی جو بچپن سے ہم دونوں کھاتے آئے ہیں۔'' سہیل نے سنجیدگی سے کہا۔

''پھر یہ کس چیز کا کمال ہے؟... صحت مند رہنے کی تکنیک کہاں سے سیکھی تم نے؟''

''بس بزرگوں کی صحبت سے یہ راز پایا کہ زندگی میں ہر کسی کو کچھ نہ کچھ پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم پریشانی کے بھنور میں پھنستے ہی چلے جائیں اور زندگی سے کنارہ کشی اختیار کرلیں.... میں نے ایک طرز زندگی کو اپنا معمول بنالیا ہے۔''

''کیسی طرزِ زندگی کو؟''

''زندگی کا ہر لمحہ خوشی سے بسر کرنے کی طرز... اگر کوئی پریشانی لاحق ہو تو پوری ہمت سے اس کا مقابلہ کرو... کاہلی سے دور رہو... فیزیکل فٹنس قائم کرنے بلاناغہ روزانہ جم میں ورزش کرو....''

''واہ یار! تمہاری اس حوصلہ آمیز باتوں سے میری زندگی ہی بدل گئی... اب دیکھنا ان پر عمل کر کے ایک کرشمہ نہ دکھادوں تو میرا نام بدل دینا۔'' ☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

پرہیزگار

اسپتال کے وی آئی پی وارڈ میں حاجی صاحب کے بیٹے کے کامیاب آپریشن پر خوشی کا ماحول تھا۔ سب ڈاکٹر کی مہارت کی تعریف کرر ہے تھے۔

ایک شخص نے کہا۔ ’’حاجی صاحب واقعی بہت نیک ہیں.....نہ رشوت لیتے ہیں نہ دیتے ہیں۔‘‘

دوسرا شخص ہنس کر بولا۔ ’’لیکن پرائیویٹ اسپتال اور مہنگے ڈاکٹر؟.... یہاں رشوت کی جگہ فیس اور علاج نے لے لی ہے۔‘‘

اسی وقت، جنرل وارڈ کے ایک کونے میں ایک بوڑھی خاتون ڈاکٹر کے سامنے کھڑی نہایت عاجزی سے اپنا دکھڑا رو رہی تھی۔ لیکن ڈاکٹر نے خشک لہجے میں کہا۔ ’’پیسے کے بغیر آپریشن ممکن نہیں ہے۔‘‘

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

آئینہ

کلاس میں ٹیچر نے غصے سے شاذیہ کو ڈانٹا۔ ''شرم نہیں آتی ؟ سب کو گالیاں دیتی ہو۔''

دوسرے ٹیچر نے کہا۔ ''چھوڑیں، اس کا قصور نہیں، خاندان ہی ایسا ہے۔''

کلاس سے باہر نکلتے ہی ایک ٹیچر کی بیٹی بھاگ کر آئی۔ ''پاپا، اس نے مجھے پھر گالی دی۔''

ٹیچر نے بیٹی کو پیار سے سمجھایا اور شاذیہ کو ایک کونے میں کھڑا کر دیا۔

ماسٹر جی گھر پہنچے۔ بیٹی اب تک اسکول سے نہیں آئی تھی۔ ''کہاں رہ گئی یہ؟ مجھ سے پہلے نکلی ہے اسکول سے۔'' وہ بڑبڑائے۔

اچانک ان کی نظر آئینے پر پڑی۔ آئینے میں شاذیہ کی شکل ابھری۔ وہ بے تحاشا گالیاں دے رہی تھی اور ماسٹر جی شرم سے پانی پانی ہو رہے تھے۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

صحبت

چھٹی کے دن احمد بھائی کا آٹھ سالہ بیٹا میدان میں کرکٹ کھیل رہا تھا۔ گھنٹہ بھر بعد ہی وہ روتے ہوئے گھر آیا۔

''کیا ہوا بیٹا.... کیوں اتنا رو رہے ہو؟'' اس کی ماں نے پیار سے پوچھا۔

''ممّا، پڑوس کے چھوکرے نے میرا ابلاّ توڑ دیا، مجھ پر ہاتھ اٹھایا اور گالیاں بھی دیں۔''

''اور تم نے چپ چاپ سب کچھ سہہ لیا؟''

''اگر میں نے پلٹ کر گالیاں دی ہوتیں یا اسے مارا ہوتا تو کیا پاپا بخش دیتے؟''

''چلو، اچھا کیا.... ایسے گندے لوگوں کے ساتھ اب کبھی مت کھیلنا۔'' ماں نے بیٹے کو نصیحت کی۔

کچھ ہی دیر بعد اس پڑوسی لڑکے کی ماں احمد بھائی کے گھر لڑائی کرنے چلی آئی۔ ان کی ایک نہ سنی۔ دیر تک گالی گلوج کرتی رہی۔ احمد بھائی، ان کی بیوی اور بچّے ان گالیوں کی گونج تلے اپنی عزت بچاتے رہے۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

لات

اپنے دروازے پر کھڑے، ہاتھ میں چندے کی رسید لیے اجنبی شخص سے معراج صاحب بولے۔ ’’آپ چندن پور سے یتیم خانے کے لئے چندہ کرنے آئے ہیں... لیکن بھائی صاحب وہ یتیم خانہ تو دو سال پہلے ہی بند ہو چکا ہے۔‘‘

اجنبی گھبرائی ہوئی آواز میں یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا۔

’’صاحب!.... آپ کچھ دیں یا نہ دیں، لیکن دوسروں کے سامنے یہ کہہ کر میرے پیٹ پر لات نہیں ماریے گا۔‘‘

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

بدلاؤ

ہم دونوں حسب معمول مارننگ واک پر نکلے تھے۔ اسکولی بچوں کو یونیفارم اور مختلف قسم کی گاڑیوں میں آتے جاتے دیکھ کر میں نے اپنے دوست سے کہا۔ ''وہ بھی کیا دن تھے.... نہ یونیفارم، نہ وین یا رکشا، نہ ہمارے پاس جیب خرچ کے پیسے....اور نہ اتنے بڑے بڑے اسکول... پھر بھی ہمارے اساتذہ نے ہمیں اچھی طرح پڑھایا... اور آج اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود بچوں میں وہ بات نہیں....سب کچھ کتنا بدل گیا ہے۔''

میری مایوسی بھری باتوں کے جواب میں میرے دوست نے کہا۔'' کچھ بھی نہیں بدلا، بس اُن دنوں اسکول پڑھانے کے لئے قائم کئے جاتے تھے اور آج کمانے کے لئے۔''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

گہری چوٹ

شبنم نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے چہرے پر پڑے زخموں کے نشانوں کو چھپانے کی کوشش کی۔ گہرے نیل، بکھری ہوئی لٹیں اور تھکی ہوئی آنکھیں اس کی کہانی بیان کر رہی تھیں۔

کمرے کے دروازے پر اس کے شوہر کی آواز گونجی۔ ''جلدی کرو، مہمان آنے والے ہیں۔''

شبنم نے خود کو سنبھالا۔ مسکراہٹ چہرے پر سجائی اور باہر نکل آئی۔ مہمانوں کے سامنے وہ ایک مثالی بیوی کے کردار میں ڈھل گئی۔ ہنستی مسکراتی، سب کی خدمت کرتی۔

رات گئے جب سب مہمان جا چکے تھے تو اس کے شوہر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔
''کتنی اچھی اداکارہ ہو تم..... کسی کو شک تک نہیں ہوا۔''

شبنم نے نظریں جھکا کر دھیمے سے کہا۔ ''چوٹ اگر دل پر لگی ہو تو اسے چھپانا آسان ہو جاتا ہے کیوں کہ زخم نظر نہیں آتے۔''

یہ کہہ کر وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی گئی، جہاں صرف تنہائی اس کے آنسوؤں کی گواہ تھی۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

مختصر تعارف

اصلی نام	: بشیر احمد
قلمی نام	: خالد بشیر تلگامی
تاریخ پیدائش	: ۱۵/ مارچ ۱۹۷۷ء
جائے پیدائش	: تلگام، جموں و کشمیر
تعلیمی لیاقت	: ایم اے (پبلک ایڈمنسٹریشن)، بی ایڈ
پیشہ	: درس و تدریس (سرکاری)
ادبی نظریہ	: ادب برائے زندگی
پہلا افسانچہ (اردو میں)	: ۲۰۱۶ء میں شائع ہوا
افسانچوں کی تعداد	: ۲۰۰ سے زائد
افسانچوں کا پہلا مجموعہ	: ''دکھتی رگ'' جس میں ۱۰۶/ افسانچے شامل ہیں (سنِ اشاعت: ۲۰۲۱ء)
پہلا افسانچہ (کشمیری میں)	: ''روح'' جو کہ روزنامہ ''سنگرمال'' میں ۲۷/ اپریل 2018 کو شائع ہوا
کشمیری افسانچوں کی تعداد	: ایک سو سے زاید، جن میں سے تقریباً ۳۰/ عدد 'سنگرمال' میں چھپ چکے ہیں
پہلا افسانہ (کشمیری میں)	: ''دلیل کیاہ چھ'' ۲۰۱۱ء میں لکھا
کشمیری افسانوں کی تعداد	: ۳۰/ افسانے لکھے جن میں سے صرف پانچ چھ افسانے اخبار ''شہر بین'' میں شائع ہوئے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

قابلِ ذکر رسائل واخبارات جن میں میری تخلیقات شائع ہو چکی ہیں : سہ ماہی نگینہ (سری نگر)
سہ ماہی تریاق (ممبئی)
سہ ماہی ''رنگ' دھنباد
دوماہی الفاظ ہند (کامٹی)
پندرہ روزہ زبان خلق (چنئی)
چار ماہی عالمی انوار تخلیق (رانچی)
روزنامہ اردو قاصد (سویڈن)
روزنامہ زوال (جموں)
روزنامہ چارسدہ نیوز (پشاور، پاکستان)
روزنامہ کشمیر عظمیٰ (سری نگر)،
روزنامہ تعمیلِ ارشاد (سری نگر)
روزنامہ آفاق (سری نگر)
پندرہ روزہ شہر بین (سری نگر)

اعزاز : ''دکھتی رگ'' پر اتر پردیش اردو اکادمی کا انعام
سہ ماہی 'رنگ' دھنباد کے شمارہ نمبر ۹۴ رمیں خصوصی مطالعہ کے تحت تنویر اختر رومانی صاحب کے مضمون ''دکھتی رگ پر انگلی رکھنے والا افسانچہ نگار: خالد بشیر تلگامی'' اور میرے ۱۱ر افسانچوں کی اشاعت

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

گہری چوٹ

افسانچوں کا مجموعہ

خالد بشیر تلگامی

GAHRI CHOT

A Collection of Afsanche

by : Khalid Bashir Tilgami

خالد بشیر تلگامی احساسات وجذبات کے فنکار ہیں۔ انہوں نے قاری کی دکھتی رگ کو ڈھونڈ کر اس پر اپنے افسانچوں سے مرہم رکھنے کی کوشش کی اور اب وہ گہری چوٹ کے ذریعہ انسانی وجود پر لگے زخموں پر اپنے متنوع موضوعات کے حامل افسانچوں سے مرہم پٹی کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔ خالد بشیر کے تازہ افسانچوں کے مجموعے ''گہری چوٹ'' میں ۸۳/افسانچے شامل ہیں۔ اکثر افسانچوں میں انسانی زندگی کے کسی نہ کسی مسئلے کی گرہ کشائی کی گئی ہے۔ ان افسانچوں کے مطالعے کے بعد خالد بشیر کے متعلق اتنا کہا جاسکتا ہے کہ اب وہ افسانچے کے لوازمات، اس کے فن اور تکنیک سے واقف ہو گئے ہیں جس کی جھلک ان کے افسانچوں میں بخوبی نظر آتی ہے۔ میں خالد بشیر کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

۴/نومبر ۲۰۲۴ء

نور شاہ (سری نگر)

(8899637012)

یہ خوش آئند بات ہے کہ افسانچہ لکھنے کا رجحان تیزی سے فروغ پا رہا ہے، لیکن یہ فن مختصر افسانہ لکھنے سے زیادہ مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ منٹو جیسے خلاق افسانہ نگار بھی اس میدان میں کوئی بڑا کارنامہ انجام نہ دے سکے۔ ممکن ہے کہ منٹو نے اس فن کی جانب سنجیدگی سے توجہ نہ دی ہو اور محض ''منہ کا ذائقہ بدلنے'' کے لئے اس طرف آئے ہوں۔

ان دنوں جن تخلیق کاروں نے افسانچے کے فن کو سنجیدگی سے اپنایا ہے، ان میں خالد بشیر تلگامی بھی شامل ہیں۔ یہ ان کے افسانچوں کا دوسرا مجموعہ ہے، جس کا عنوان ہے 'گہری چوٹ' اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان تحریروں میں گہرے اور اثر انگیز موضوعات پیش کئے گئے ہیں۔

خالد بشیر تلگامی کے افسانچے پڑھنے کے بعد یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ اس فن میں مہارت حاصل کرنے کے لئے سنجیدہ کوششیں کر رہے ہیں۔ وہ نہ صرف موضوعات کی تلاش میں ہیں بلکہ زبان وبیان پر بھی خصوصی توجہ دے رہے ہیں، جس کا ثبوت ان کی تحریروں میں موجود تخلیقی جملے ہیں جو جا بجا نظر آتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ اس مجموعے کے کچھ افسانچے قارئین کی توجہ کا مرکز بنیں گے اور یہ توقع بھی ہے کہ خالد بشیر تلگامی مستقبل میں اس فن میں مزید بہتری اور کامیابی حاصل کریں گے۔

غضنفر

Design : Parvez 9595559073

GNK PUBLICATIONS

Website : www.gnikpublications.com

Email : gnkpublications@gmail.com

Mobile : 7006738304, 9541123110

ISBN: 978-81-19991-44-0

978-81-19991-44-0

Rs. 250

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure